REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم — وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۳۹ — شمارہ ۴۲

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- عبدالحق فضل

نائب:- قریشی محمد فضل اللہ

شرح چندہ
سالانہ ۶۰ روپے
ششماہی ۳۰ روپے
ممالک غیر بذریعہ ہوائی ڈاک ۲۵۰ روپے
فی پرچہ:- ایک روپیہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان

۵ ربیع الثانی ۱۴۱۱ ہجری — ۲۵ اخاء ۱۳۶۹ ہش — ۲۵ اکتوبر ۱۹۹۰ء

بفضل اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔
احباب کرام حضور انور کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصد عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے تواتر کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں ٭

قادیان دارالامان میں

جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پُر وقار و بابرکت انعقاد

(رپورٹ، مرتبہ:- قریشی محمد فضل اللہ نائب مدیر بدر)

ربوہ میں بنا — حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت یوم ولادت بتاریخ ۱۲ ربیع الاول بروز ۳ اکتوبر لوکل انجمن احمدیہ قادیان کے زیر اہتمام خصوصی جلسہ کا انعقاد عمل میں آیا۔

محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ کے ارشاد پر محترم مولانا محمد اسماعیل صاحب منیر سیکرٹری حدیقۃ المبشرین ربوہ نے صدارت کے فرائض انجام دیئے۔ مردوں کے لئے مسجد اقصیٰ میں اور خواتین کے لئے مسجد مبارک میں انتظام کیا گیا تھا۔ ٹھیک ۸½ بجے جلسہ کا آغاز ہوا۔ سب سے پہلے مکرم قاری نواب احمد صاحب گنگوہی نے سورۃ فتح کے آخری رکوع کی تلاوت کی اور عزیزم عطاء اللہ نادر صاحب متعلم مدرسہ احمدیہ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے

پڑھکر حاضرین کو محظوظ کیا۔ ازاں بعد مکرم خواجہ بشیر احمد صاحب نائب ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول نے بعنوان "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی کے حالات" تقریر کی۔ آیت کریمہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ایسے حالات میں ہوئی کہ ہر طرف فساد ہی فساد برپا تھا۔ اور لوگ نہ صرف آپ کی دعوت ماننے کے لئے تیار نہ ہوئے بلکہ مخالفت پر اتر آئے۔ باوجود اس کے کہ وہ آپ کے اخلاق فاضلہ کے قائل تھے اور آپ کو امین و صدوق کہتے تھے آپ پر سخت مظالم ڈھانے لگے۔ آپ شب و روز عبادت میں مشغول رہتے اور ان کی بھلائی کے لئے دعا کرتے رہے۔ تین سال تک خاموشی سے تبلیغی مساعی جاری رکھیں مکی زندگی کے آخری دس سال میں سخت مخالفت ہوئی۔ آپ نے عمدہ حالات پیش کرکے اپنی تقریر بخیر و خوبی ختم کی۔

دوسری تقریر مکرم ڈاکٹر شبیر احمد صاحب ناصر صدر حلقہ نور قادیان کی تھی جس کا عنوان تھا "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام رحمۃ للعالمین"۔ آیت کریمہ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ کی وضاحت کرتے ہوئے محترم ڈاکٹر صاحب نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے زمانہ کے حالات پر روشنی ڈالی کہ ہر طرف برائی اپنی انتہائی حالت کو پہنچ چکی تھی۔ آپ نے بنی نوع انسان پر سب سے بڑا احسان یہ کیا کہ ان کو وحدانیت کی تعلیم دی۔ جس کی وجہ سے سخت مخالفت شروع ہو گئی۔ لیکن بالآخر آپ کامیاب ہوئے۔ دوسرا احسان آپ نے یہ کیا کہ ان وحشی اور درندہ صفت انسانوں کو وحشیانہ حالت سے مہذب اور باخدا انسان بنا دیا۔ طبقہ نسواں پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احسان کا ذکر کرتے ہوئے موصوف نے فرمایا کہ رحمۃ للعالمین نے عورتوں کے حقوق اس طرح قائم فرمائے کہ نہ صرف اس زمانہ کی بلکہ دور حاضر کی مہذب قوم بھی اس کا تصور نہیں کر سکتی۔ آپ کی رحمت کے ایک عظیم پہلو کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جانی دشمنوں تک کو معاف فرما دیا۔ اور کبھی اپنی ذات کے لئے کسی سے انتقام نہیں لیا۔ اس کی متعدد مثالیں دیں حتیٰ کہ "فتح مکہ" کے موقعہ پر بے دست و پا دشمنوں کے لئے عفو عام کا اعلان فرما دیا۔ آپ نے حیوانات و جمادات اور تمام حشرات ارض پر بھی اپنی رحمت بانٹی۔ قرآن کریم کی آیت وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ کو پیش کرتے ہوئے آپ نے امن عالم کے لئے اسلام کا یہ زریں اصول بیان کیا کہ ہر قوم میں نبی آئے ہیں۔ اس اصول کی بنیاد پر تمام الہامی مذاہب کی بنیاد ثابت ہوتی ہے۔ اگر باقی تمام مذاہب کے پیرو بھی اس اصول کو مان کر تمام پیشوایان مذاہب کی صداقت کا اعلان کر دیں تو دنیا میں حقیقی امن قائم ہو سکتا ہے۔

تیسری اور آخری تقریر محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ کی زیر عنوان "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام خاتم النبیین" ہوئی۔ آپ نے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود تمام انبیاء میں افضل ترین ہے۔ جو صفات باقی انبیاء میں جزوی طور پر پائی جاتی تھیں، آپ ان سب کے جامع ہیں جیسے کسی شاعر نے کہا ہے

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

خدا تعالیٰ نے آپ کو خاتم النبیین کے مقام پر فائز فرمایا جو انبیاء میں سب سے بڑا مقام ہے۔

اپنی عالمانہ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا خاتم النبیین کے بارے میں عام مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ آپ نے سب نبیوں کو ختم کر دیا ہے اور اب کسی قسم کا نبی نہیں آئے گا جبکہ اس کے ساتھ ہی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عیسیٰؑ کی بحیثیت نبی آنے کے بھی قائل ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ختم عربی لفظ ہے جس کے حقیقی لغوی معنی ثبت کرنے کے ہیں یعنی کسی چیز میں اپنے پورے نقوش منتقل کر دینا۔ دوسرے معنی نشان زدہ چیز کے ہیں۔ اور تیسرے معنی کسی چیز کی انتہا کے بھی ہیں اور یہ دونوں معنی مجازی ہیں۔ لہٰذا تینوں اعتبار سے آپ کا وجود مقام مدح پر فائز ہے۔ آپ نے امام راغب اصفہانی کے بیان کردہ معنی کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ پہلے معنی کے لحاظ سے حضورؐ کی قوت قدسیہ اور روحانی توجہ نبی تراش ہے۔ اور دوسرے معنی کے لحاظ سے آپؐ نے نبوت کے تمام کمالات حاصل کر لیے اور شریعت والی نبوت اپنی انتہا تک پہنچ گئی۔ چنانچہ حضورؐ نے خود اس کی تشریح اس طرح فرمائی کہ میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے۔ تو جو معنی آخری مسجد کے ہیں وہی آخری نبی کے ہیں۔ یعنی اب جو مسجد بنے گی وہ میری مسجد کے تابع ہوگی۔ اسی طرح اب جو نبی ہوگا وہ امتی اور میرا تابع ہوگا۔

آخر میں صدر اجلاس نے اپنے صدارتی خطاب میں تقاریر پر مختصر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جلسہ سیرۃ النبیؐ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے فرمودات کو یاد کرنے اور ان پر عمل کرنے کا دن ہے۔ ان بیان کی گئی تقاریر سے ہمیں استفادہ کرنا چاہیئے۔ آپ نے خاص طور پر ایک حدیث نبوی پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی جس میں ایک مسلمان کے دوسرے پر چھ حقوق بیان کئے گئے ہیں۔ آخر میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور اسیران راہ مولیٰ کی جلد رہائی کے لئے تحریک دعا کرتے ہوئے اجتماعی دعا کروائی اور اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا ٭

... پرنٹر و پبلشر ... نے ... پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم محترم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع

ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارے میں تازہ اطلاع موصول

(۴ ر اکتوبر ۱۹۹۰ء چار بجے شام)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے صحت کی بہتری کی رفتار اچھی ہے۔ آپ کو INTENSIVE CARE UNIT سے باہر منتقل کر دیا گیا ہے۔ ڈاکٹرز RECOVERY کی رفتار پر پورے اطمینان کا اظہار کر رہے ہیں۔ حضرت بیگم صاحبہ ڈاکٹروں کی اجازت سے از خود چل کر غسلخانے تک گئیں جس کے بعد کوئی پیچیدگی نہیں ہوئی۔ لیکن چونکہ حملہ کافی سنگین تھا اس لئے ابھی کچھ عرصہ آپ کو ہسپتال میں رکھ کر صورت حال پر نظر رکھی جائے گی اور مناسب علاج کیا جائے گا۔

مختلف افراد اور جماعتوں کی طرف سے کثرت سے عیادت کی تاریں اور پیغام مل رہے ہیں۔ اس سے اُن کو ساتھ کے ساتھ مطلع رکھا جا رہا ہے۔ یہ پیغامات اُن کے لئے حوصلہ دلانے کا موجب بنے ہیں۔

حضرت بیگم صاحبہ دل کی گہرائیوں سے سب احباب کا اُن کی دعاؤں پر شکریہ ادا کرتی ہیں۔

احباب خصوصی طور پر دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے آپ کو جلد تر مکمل شفاء عطا فرماوے۔

خاکسار

مرزا منصور احمد ۔ ربوہ

مندرجہ بالا خبر روزنامہ الفضل (ضمیمہ) ۶ ر اخاء (اکتوبر ۱۹۹۰ء) میں شائع ہوئی ہے۔

۲ ر اکتوبر کو حضرت سیّدہ موصوفہ کے دل پر بیماری کا حملہ ہوا تھا۔ ابتدائی اطلاع موصول ہونے پر محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ قادیان کی ہدایت پر خصوصی دعاؤں کے ساتھ ساتھ کئی بکرے بطور صدقہ ذبح کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے حضرت سیّدہ موصوفہ کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین یا ربّ العالمین۔

(ایڈیٹر)

خطبہ جمعۃ المبارک

میں نے سوچا کہ آج دو باتوں کی طرف تمام دنیا کے امراء اور ذیلی تنظیموں کے صدران اور باقی عہدیداران کو بھی متوجہ کروں جن دو باتوں پر نظام جماعت کا انحصار ہے۔

سب سے بڑی نصیحت یہ ہے کہ کاموں کے بڑھنے کے نتیجے میں آپ خدا سے تعلق بڑھائیں اور اُس پر انحصار کریں

دوسرا پہلو تقویٰ کا ہے۔ اللہ سے تعلق بڑھانا ہو تو تقویٰ کا معیار بھی بڑھانا چاہیئے!

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۱ تبوک (ستمبر) ۱۳۶۹ ہش / ۱۹۹۰ء بمقام مسجد فضل لندن

مکرم منیر احمد جاوید صاحب مبلغ سلسلہ دفتر P.S لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے۔

ضروری وضاحت:- خطبہ ہذا کے متعلق وکالت تبشیر لندن کا ایک سرکلر موصول ہوا ہے جس میں جماعتِ احمدیہ کے امراء کرام، مشنری انچارج اور صدر صاحبان کے لئے تحریر ہے کہ:
"حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت ہے کہ مورخہ ۲۱/۹ کا خطبہ جمعہ آپ خود بھی سُنیں اور صدران مجالس (ذیلی تنظیموں کے صدران) بھی اور جو عہدیداران ہیں، سب یہ خطبہ توجہ سے سُنیں۔ سُننے کے بعد دفتر وکالت تبشیر کو رپورٹ بھجوائیں کہ آپ نے سُن لیا ہے۔"
(ایڈیٹر بدر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

آج جمعۃ المبارک کے دن مجلس انصار اللہ یو کے کا سالانہ اجتماع منعقد ہو رہا ہے اور اس میں شرکت کے لئے یورپ کی بعض دوسری مجالس کے نمائندگان بھی تشریف لائے ہوئے ہیں۔ اسی طرح آج ہی ماریشس کی جماعت کا سالانہ جلسہ منعقد ہو رہا ہے اور امیر صاحب ماریشس کا مجھے پرسوں خط ملا ہے جسمیں انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ چونکہ آپ کا یہ خطبہ براہِ راست ماریشس میں سُنا جا رہا ہوگا اس لئے ہمارے اس جلسے کو ملحوظ رکھتے ہوئے چند کلمات ہماری جماعت کو مخاطب کرکے بھی کہیں۔ اس سے جماعت کی حوصلہ افزائی ہوگی۔

جہاں تک جماعتی نظام کا تعلق ہے خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ ایک نئے دور میں داخل ہو رہا ہے۔ اس پہلو سے کہ پاکستان کی جماعتوں سے باہر پہلے وہ نظام جو پاکستان میں یا اس سے پہلے ہندوستان میں رائج تھا وہ تمام دُنیا میں اس طرح تفصیل سے رائج نہیں ہوا تھا بلکہ بالعموم دستور یہی تھا کہ جو مرکزی نمائندہ بطور مربی کسی ملک میں مقرر کیا جائے وہی امیر ہوا کرتا تھا اور دراصل انہی کی وساطت سے مرکز سے ساری جماعت کا رابطہ رہتا تھا یا بعض صورتوں میں عدم رابطہ کا بھی وہی ذمہ دار بنتا تھا۔ گزشتہ چند سالوں سے اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق عطا فرمائی کہ سارے نظام عالم کو ہمہ گیر کیا جائے اور جماعتِ احمدیہ دُنیا میں جہاں کہیں بھی پائی جاتی ہے ایک ہی نظام کی لڑیاں [illegible] ایک ہی [illegible] اسلوب پر چل رہی ہو اور [illegible] پہلا مرحلہ پہلے ایک [illegible] بھی کیا گیا کہ

صدران مجالس مرکزیہ

یعنی خدام الاحمدیہ کے صدر اور انصار اللہ کے صدر اور لجنہ کی صدر، یہ تمام دُنیا کے صدران نہ ہوں بلکہ ہر ملک کا صدر اپنے ملک کے لحاظ سے جوابدہ ہو اور وہی اس ملک میں آخری ذمہ دار ہو جس کا تعلق براہِ راست خلیفۂ وقت سے ہو اور اس طرح دُنیا میں ہر صدارت کا نظام بھی پاکستان کے صدارت کے نظام کے متوازی جاری ہو جائے اور یہ نہ ہو کہ صدارتیں پاکستان کی صدارت کے تابع، اُن کی وساطت سے خلیفۂ وقت سے رابطہ رکھیں۔ ان دونوں انتظامی تبدیلیوں کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے غیر معمولی بیداری پیدا ہوئی اور نشو و نما کے لحاظ سے ایک ایسے دور میں داخل ہوئی ہے جو خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی اُمید افزا ہے اور بہت تیزی کے ساتھ جماعت کے ہر حصے، ہر شعبے اور ہر طبقۂ زندگی میں بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ اس کے نتیجے میں ذمہ داریاں بھی بڑھ رہی ہیں اور بعض اُمراء پر اور بعض صدران پر اتنا بڑا بوجھ پڑا ہے کہ بعض دفعہ وہ پریشان ہو جاتے ہیں اور بعض دفعہ راہنمائی کے لئے مجھے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتی کام اس تیزی سے بڑھ رہے ہیں اور جماعتی معاملات میں دلچسپی لینے والوں کی تعداد اس تیزی سے بڑھ رہی ہے اور پھر نئے نئے پروگرام بھی ملتے چلے جا رہے ہیں تو کس طرح ہم ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکیں گے۔ صرف ملکی سطح ہی پہ نہیں بلکہ ملک کے اندر مقامی سطح پر بھی بعض احمدیوں پر جب ذمہ داری ڈالی جاتی ہے تو وہ اس ذمہ داری کے تقاضوں کے خیال سے لرزتے ہوئے اور بڑے انکسار اور لجاجت سے خط لکھتے ہیں کہ ہم کیسے اس اہم ذمہ داری کو ادا کر سکیں گے۔ تو جہاں بیداری عام ہوتی چلی جا رہی ہے وہاں بیداری کے نتیجے میں پیدا ہونے والی ذمہ داریاں بھی ساتھ بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔ اس پہلو سے میں نے سوچا کہ آج

دو باتوں کی طرف

تمام دنیا کے اُمراء کو بھی اور صدران کو بھی اور اسی طرح ان تمام عہدیداران کو متوجہ کروں جن دو باتوں پر نظام جماعت کا انحصار ہے۔ اور اسی طرح باقی عہدیداران بھی اس نصیحت میں شامل ہیں۔ اگر وہ اِن باتوں کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کر کے ان سے منسلک ہو جائیں گے، زندگی بھر اِن باتوں سے چمٹے رہیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ اُن کے سارے مسائل آسانی سے حل ہوں گے اور جماعت احمدیہ کے نظام کو چلانے کے متعلق کسی قسم کی بے وجہ کی فکر لاحق نہیں ہوگی۔ ایک فکر تو وہ ہوتی ہے جو ہر ذمہ دار آدمی کو ذمہ داری کے ساتھ ہی لاحق ہو جاتی ہے۔ اس کا تعلق تو اس کی زندگی سے ہے۔ موت تک یہ فکر اُس کو دامنگیر رہتی ہے اور ایک فکر وہ ہوتی ہے جو بدانتظامی کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔ پس میں جس فکر کے دور ہونے کی خوشخبری دیتا ہوں وہ بدانتظامی کے دور ہونے کی فکر سے نجات کی خوشخبری دیتا ہوں، ذمہ داری کے فکر سے نجات کی خوشخبری نہیں۔ وہ اگر میں دوں تو ایک بُری خبر ہوگی۔ تو ہر عہدیدار اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایک فکر میں تو مبتلا ہے اور زندگی بھر مبتلا رہے گا اُس کا فکر میں مبتلا رہنا اُس کی زندگی کی علامت ہے اور اس کے اس فکر کے بڑھنے کی دُعا کرنی چاہیئے، کم ہونے کی نہیں۔ لیکن جہاں کام کے بوجھ بڑھنے کے نتیجہ میں خلا رہ جاتے ہیں اور عہدیداران کی تربیت کی کمی کی وجہ سے پریشانیاں پیدا ہوتی ہیں وہ فکریں بہرحال دور ہونی چاہئیں اور ان کے دور ہونے کے علاج بھی سوچتے رہنا چاہیئے اور دُعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اِس قسم کی فکروں سے ہمارے تمام عہدیداران کو آزاد کر دے۔

پہلی بات تو اِس مثال کے ساتھ آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو غالباً پہلے بھی بیان کر چکا ہوں اور آپ میں سے کئی نے حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب رضی کی کتاب میں پڑھی بھی ہوگی۔ ایک موقعہ پر اُن کی والدہ سے ہندوستان کے وائسرائے نے یہ سوال کیا کہ مجھے بتایئے کہ کیا ایک چھوٹے سے گھر کا انتظام چلانا زیادہ مشکل ہے یا ایک ایسی عظیم سلطنت کا انتظام چلانا جس پر سورج نہ غروب ہوتا ہو۔ تو اُن کی والدہ نے بڑے تحمل سے اور بڑی گہری فکر کے ساتھ جواب دیا کہ

اگر خدا کا فضل شاملِ حال نہ ہو تو چھوٹے سے چھوٹے گھر کا انتظام بھی چلایا نہیں جاسکتا

چھوٹی سے چھوٹی ذمہ داری کو بھی ادا نہیں کیا جا سکتا اور اگر خدا کا فضل شاملِ حال ہو جائے تو بڑی سے بڑی سلطنت کا انتظام چلانا بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ ہر پہلو سے آسان ہو جاتا ہے۔ خود بخود چلنے لگتا ہے تقویٰ کی کتنی گہری بات ہے جو صرف متقیوں کو نصیب ہو سکتی ہے اور ایک عارف باللہ کا کلام ہے اُس کے سوا کسی کے ذہن میں ایسا خوبصورت، ایسا حسین، ایسا حقیقی جواب آ ہی نہیں سکتا۔ پس اس بات کو یاد رکھیں کہ جیسے جیسے ذمہ داریاں بڑھنے کے نتیجہ میں جہاں آپ کی ذمہ داریاں بڑھتی ہیں، وہاں اللہ سے تعلق رکھنے کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی ذمہ داریاں بڑھتی ہیں اور وہ بندے جو خدا سے پیار کرتے ہیں اور خدا پر انحصار کرتے ہیں اُن کے کام خدا خود آسان کر دیتا ہے اور اُن کے کام از خود آسان ہو جاتے ہیں اِس لیے

سب سے بڑی نصیحت یہ ہے

کہ کاموں کے بڑھنے کے نتیجہ میں آپ خدا سے تعلق بڑھائیں اور اس پر انحصار کریں۔ اس کا برعکس بہت ہی خطرناک ہے۔ جہاں آپ یہ خیال کریں کہ گویا آپ نے زندہ کام چلا رہے ہیں وہاں انانیت کا ایک کیڑا داخل ہو جاتا ہے جو نیک اعمال کو کھانے لگتا ہے اور وہیں کاموں میں خرابی کی بنیادیں پڑ جاتی ہیں۔ خرابی کا آغاز شروع ہو جاتا [illegible] اس سے وہ لگ جو [illegible] رکھتے ہیں اور [illegible]
[illegible]

رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کے کام بہتر ہوتے چلے جاتے ہیں اور بہتر ہونے کے نتیجے میں ان کو تکبر کی ٹھوکر نہیں لگتی بلکہ انکسار بڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر توکل بڑھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے محبت بڑھتی ہے۔ اس کے لئے دل میں تشکر کے زیادہ جذبات پیدا ہوتے ہیں اور اُن کے ردّعمل کے نتیجے میں پھر خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہوتا ہے کہ جو بھی میرا شکر گزار بندہ ہوگا اُس کو میں مزید دوں گا۔

پس سب سے اہم نکتہ یہی ہے جس کو آپ یاد رکھیں۔ پلّے باندھ لیں۔ کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی بھلائیں نہیں کہ انتظام خواہ کتنے ہی بڑے اور وسیع تر ہوتے چلے جائیں خدا کے فضل سے چلیں گے اور جو لوگ خدا سے تعلق رکھتے ہیں اُن کے کام آسان ہو جایا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خود اپنے فضل سے وہ کام بنا دیتا ہے۔ اِس لئے اپنا تعلق بڑھائیں اور پھر دعاؤں میں زور دیں اور یاد رکھیں کہ جب بھی کوئی مشکل پیش آئے سب سے پہلا خیال دُعا کا ہونا چاہیئے اور سب سے پہلا سہارا خدا کا ڈھونڈنا چاہیئے یہ عادت زندگی بھر آپ کے کام آئے گی اور ہمیشہ آپ کے سارے کام آسان کرتی چلی جائے گی۔

دوسرا پہلو تقویٰ کا ہے

جس کا اسی سے تعلق ہے۔ اللہ سے تعلق بڑھانا ہو تو تقویٰ کا معیار بھی بڑھانا چاہیئے اور اس پر میں بہت دفعہ گفتگو کر چکا ہوں۔ لیکن یہ مضمون اتنا وسیع ہے بلکہ عملاً لامتناہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح خدا کی ذات لامتناہی ہے اس طرح تقویٰ کا مضمون بھی لامتناہی ہے۔ کیونکہ اس کا خدا کی ذات سے گہرا تعلق ہے۔ تقویٰ کا تمام تر انحصار اللہ تعالیٰ پر ہے۔ اس لئے متقی کے بلند مراتب اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ تقویٰ کا مضمون بھی پھیلتا چلا جاتا ہے اور وسعت اختیار کرتا چلا جاتا ہے اور اس کی کوئی حد نہیں آتی۔ اِس پہلو سے خواہ لاکھ خطبات بھی دیئے جائیں یہ مضمون اپنی ذات میں ختم ہونے والا مضمون نہیں۔

آج میں اِس پہلو سے امیروں کو اور دیگر عہدیداران کو، صدران مجالس ہوں یا دیگر عہدیداران ہوں، اُن کو اِس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اس دُعا کو جس کی طرف میں پہلے بھی متوجہ کر چکا ہوں اس کو خصوصیت کے ساتھ اپنا لازمہ بنالیں۔ اِس دُعا کے ساتھ چمٹ جائیں اور اس دُعا کو اپنے ساتھ چمٹالیں اور وہ ہے کہ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا کہ اے خدا ہمیں متقیوں کا امام بنا۔ یہ دُعا کرتے ہوئے جب وہ اس پر غور کریں گے تو اس کے نتیجے میں نئے نئے مضامین اُن کو سجھائی دیں گے اور وہ مضامین ان کے کام آسان کریں گے۔ خاص طور پر اس مضمون کو پیش نظر رکھیں کہ اگر کوئی امیر ہے یا صدر ہے یا جیسا کہ میں نے کہا ہے دوسرا عہدیدار ہے، اُس کا کام تب اچھا ہوگا اگر وہ متقیوں کا امام بننے کی دُعا بھی کرے گا اور کوشش بھی کرے گا۔ اور اپنے ماتحتوں کا تقویٰ کا معیار بڑھانے کی کوشش کرے گا۔ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ منتظمین یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اگر حسنِ انتظام سے آراستہ ہوں یعنی ہم میں یہ صلاحیت ہو کہ ہم اچھا انتظام چلا سکیں تو یہی کافی ہے۔ حالانکہ ہرگز یہ کافی نہیں ہے۔ حسنِ انتظام اپنی ایک اہمیت رکھتا ہے لیکن وہ مہرے جن کو اس نے چلانا ہے وہ مادہ جس سے اس نے کام لینا ہے اُس کی اپنی صفات ہیں، اپنی خصلتیں ہیں جن کے اچھے ہونے کے نتیجے میں حسنِ انتظام بہتر پھل لائے گا۔ اور جن کے کمزور ہونے کے نتیجے میں حسنِ انتظام کے پھل اسی طرح کمزور اور ناقص پھل لگیں گے۔ ہماری جماعت کا کارکن وہ مادہ ہے جس کا معیار بڑھانا ضروری ہے۔ اگر اس مادے کو تقویٰ نصیب ہو تو اس کے اندر نئی صفات اُبھریں گی، نئی خصوصیات پیدا ہوں گی اور ایک اچھا منتظم ایسے مادے سے بہت بڑے بڑے کام لے سکتا ہے۔ اگر تقویٰ کا معیار گرا ہو تو یہ ایک بوسیدہ اور بیکار مادہ ہوگا جس کے نتیجے میں اچھے سے اچھا حسنِ انتظام کبھی [illegible] نہیں دکھا سکتا اور اچھا نتیجہ پیدا نہیں کر سکتا [illegible]

سنبھال سکتے ہیں جو شکل بھی دیں گے وہ شکل عارضی ثابت ہوگی اور رغونت دائمی ہوگی۔ اس لئے میٹریل یعنی مادے کا اچھا ہونا بہت ہی ضروری ہے اور یہ دعا ہمیں یہ بات سکھاتی ہے کہ دینی انتظامات ہیں، دینی معاملات ہیں، ہر امیر، ہر صاحب عمل کو اپنے ماتحتوں کے تقویٰ کا معیار بڑھانے کی فکر کرنی چاہیئے ورنہ وہ دعا اثر نہیں دکھائے گی جس کے ساتھ اس دعا کی تائید میں نیک اعمال شامل نہ ہوں۔ یہ وہ عمل صالح ہے جو دعا کو رفعت عطا کرتا ہے۔ پس ہر دعا کے ساتھ عمل صالح کا ایک مضمون بھی چسپاں ہے، اس کے ساتھ وابستہ ہے۔ اس کو لازم ہے اور اسی عمل صالح کو اختیار کرنا چاہیئے جس کے لئے دعا کی جا رہی ہے۔

پس تمام اُمراء اور تمام عہدیداران کی بہت بڑی ذمہ داری ہے

اور ان کی اپنی کامیابی کا انحصار اس بات پر ہے کہ جہاں وہ اپنے لئے متقیوں کا امام ہونے کی دعا کریں وہاں اپنے ماتحتوں کا تقویٰ کا معیار بڑھانے کی کوشش کریں اور اس پہلو سے مجھے یہ خلا محسوس ہوتا ہے کہ جماعت کے ہاں بہت سے منتظمین کبھی اس کو براہ راست اپنی ذمہ داری نہیں سمجھتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ دو الگ الگ باتیں ہیں۔ ہم ہیں انتظام کے سربراہ اور مربیان یا بعض بزرگ لوگ تقویٰ کے سربراہ ہیں۔ اور گویا یہ دو الگ الگ چیزیں ہیں حالانکہ جماعت احمدیہ میں جو ایک روحانی جماعت ہے حسن انتظام کو حسن تقویٰ سے الگ کیا ہی نہیں جا سکتا۔ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ مومن کی زندگی کے وجود کا تقویٰ ایک دائمی حصہ ہے۔ اس لئے یہ باطل تصور دل سے بالکل نکال دیں کہ آپ منتظم ہیں اور تقویٰ کے نگران اور لوگ ہیں۔

آپ ہی منتظم بھی ہیں اور آپ ہی تقویٰ کے نگران بھی ہیں۔

اس لئے سب سے زیادہ آپ کی نظر اپنے ماتحت کارکنوں کے تقویٰ پر بھی ہونی چاہیئے اور عام افراد جماعت کے تقویٰ پر بھی ہونی چاہیئے اور ہمیشہ اس فکر میں غلطاں رہنا چاہیئے کہ میرے دائرہ کار میں جو احمدی بستے ہیں خواہ کسی حیثیت سے بھی ہوں، کسی عمر سے تعلق رکھنے والے ہوں اُن کے تقویٰ کا کیا حال ہے۔ ان پر نظر رکھنی ضروری ہے۔ ان کی کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے ہمیشہ تجزیاتی نظر اختیار کرنی چاہیئے۔ لیکن تجزیاتی نظر سے مراد تخریبی تنقیدی نظر نہیں یا منتقمانہ نظر نہیں۔ اس معاملے میں بھی جماعت کو بار بار نصیحت کی ضرورت ہے۔ بعض لوگ اپنی خشکی کو نیکی سمجھنے لگتے ہیں اور خشک مزاجی کی وجہ سے کیونکہ وہ بدی کرنے کے اہل ہی نہیں ہوتے، کیونکہ مزاج ہی بڑا خشک ہوتا ہے اس میں رس ہی کوئی نہیں، اس سے کوئی نچوڑے گا کیا؟ نہ نیکی نچڑتی ہے نہ بدی نچڑتی ہے اور وہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ ہم تقویٰ کے بڑے اعلیٰ معیار پر فائز ہیں اور ان کی علامت یہ ہے کہ ان کی تنقیدی نظر ہمیشہ لوگوں کو چھلنی کرتی رہتی ہے اور کبھی اندرونی نظر سے اپنے آپ کو نہیں دیکھتے۔ اور یہ بھی نہیں دیکھتے کہ میری باتیں کسی کو تکلیف پہنچاتی ہیں یا آرام پہنچا رہی ہیں۔ میں بنی نوع انسان کے فائدے کے لئے باتیں کر رہا ہوں یا اپنا ایک دبا ہوا جذبۂ انتقام پورا کر رہا ہوں اور یہ ظاہر کر رہا ہوں کہ میں بہتر ہوں تم لوگ گندے ہو۔ ایسے لوگ نیکوں پر بھی تنقید کرتے ہیں یہ بتانے کے لئے جی یہ فلاں بات میں تو نیک ہوگا، آپ کو لگتا ہوگا اندر سے پھولو تو یہ حال ہے۔ اور گویا خدا نے ان کو داروغہ بنایا ہوا ہے۔ اندر سے پھولنے کا، یہ پھولنے کا لفظ پنجابی ہے لیکن بہت برمحل اطلاق پانے والا۔ اس لئے میں نے عمداً اس کو استعمال کیا ہے۔ یعنی کرید کرید کر اندر سے تلاش کر کے قریب سے دیکھ کر معلوم کرنا کہ کون کون سے نقص اس پردے کے پیچھے چھپے ہوئے ہیں جو خدا کی ستاری کا پردہ ہے۔ پس یہ خدا کی ستاری کے پردے کو چاک کر کے اس سے پرے جھانک کر مومنوں کی برائیاں تلاش کرنے والے لوگ ہوتے ہیں۔

امیر کو اور منتظم کو ایسی آنکھ سے احتراز ضروری ہے اور ایسی

سرشت سے اس کو توبہ کرنی چاہیئے اور اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنا چاہیئے اُس کی نظر بالکل اور طریق سے اپنی جماعت کو، اپنے ماتحتوں کو دیکھتی ہے۔ جیسے ماں اپنے بچے کو دیکھ رہی ہوتی ہے۔ اس کی نظر میں پیار ہوتا ہے۔ اُس کی نظر میں فکر ہوتا ہے۔ اُس کی نظر جب کسی برائی کو تلاش کرتی ہے تو اُس کو گہرا غم لگا دیتی ہے، روگ لگا دیتی ہے اور وہ بے چین ہو جاتا ہے دوسرے کو بے چین نہیں کرتا خود بے چین ہوتا ہے اور اس بے چینی کے نتیجے میں اُس کے دل سے جو دعائیں اُٹھتی ہیں اُن میں ایک عجیب شان پیدا ہو جاتی ہے جو مقبولیت کی شان ہے اور اس کی نصیحت میں اثر پیدا ہو جاتا ہے۔ پس اس پہلو سے خامیوں پر نظر رکھیں کیونکہ خامیوں کو دور کرنے کی ذمہ داری ہر عہدیدار کی ذمہ داری ہے جو اپنے دائرہ کار میں اثر دکھائیگی۔ لیکن اس نظر سے جس نظر سے میں نے آپ کو تلقین کی ہے۔ اس نظر سے خامیوں پہ نگاہ رکھیں اور ان کو دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہیں اور یاد رکھیں کہ جتنا زیادہ آپ اپنے ماتحتوں کے تقویٰ کے معیار کو بلند کریں گے اتنے ہی عظیم الشان کامیاب منتظم ثابت ہوں گے اور اللہ کی نظر میں آپ کا اپنا مرتبہ بلند ہوگا۔

اس سلسلے میں ایک اور چیز بھی ہے جو قرآن کریم ہمیں تقویٰ کے معیار کو بڑھانے کے لئے بتاتا ہے۔ اس کو خصوصیت سے پیش نظر رکھنا چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ تم میں سب سے زیادہ معزز اللہ کے نزدیک وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔ یہ بات بالکل درست ہے کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز وہی شخص ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔ لیکن یہ بات بھی تو درست ہے کہ جو اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ متقی ہوگا وہ سب سے زیادہ اللہ کے رنگ ڈھنگ اختیار کرنے کی کوشش کرے گا۔ پس ہر متقی کا کام ہے کہ تقویٰ کو عزت دے۔ کیونکہ تقویٰ خدا کی نظر میں عزت پاتا ہے۔ یہ وہ بنیادی نکتہ ہے جس کو اپنے روزمرہ کے معاملات میں اختیار کرنے کے نتیجے میں جماعت میں تقویٰ کی قدر و قیمت بڑھے گی اور اس سلسلے میں بھی بعض خطرات ہیں جن سے بچ کر چلنا ضروری ہے۔

قادیان میں مجھے یاد ہے کہ ہم نے یہ باتیں ورثے میں پائی تھیں۔ یعنی وہ نسلیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کے ساتھ مل کر بڑھی ہیں اور اس ماحول کو انہوں نے پایا ہے۔ اُن کی اپنی کوئی خوبی نہیں تھی مگر صحابہؓ کی جو تربیت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی تھی اس کے نتیجے میں یہ روزمرہ کی باتیں تھیں جن کا نصیحت سے تعلق نہیں تھا بلکہ ایک معاشرتی ورثہ تھا اور اس ورثے میں یہ بات شامل تھی کہ

عزّت کے لائق وہی ہے جو نیک ہے

اور اس میں یہ کلاس کا جو فرق ہے یہ بالکل کُلّیۃً نظر انداز ہو جایا کرتا تھا یعنی مختلف طبقات جو دنیا کی نظر میں یعنی دنیا کے پیمانوں سے بنائے جاتے ہیں اور جن میں دنیاوی وجاہت، عہدہ، مقام، مرتبہ، دولت یہ سارے وہ محرکات ہیں جو کسی نہ کسی رنگ میں حصہ لیتے ہیں اور اس کے نتیجے میں کلاسز کا وجود ابھرتا ہے اور طبقات بنتے ہیں۔ یہ بھی ایک طبعی روزمرہ جاری رہنے والا سوشل نظام ہے۔ اور اس سے مومن بھی کلیۃً بچ ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ یہ ایک نظام ہے جو خود بخود تشکیل پاتا چلا جاتا ہے اور طبقات اُبھرتے چلے جاتے ہیں لیکن جہاں تک عزتوں کا تعلق ہے وہاں عزتوں کے معاملے میں مومن ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو پیش نظر رکھتا ہے کہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ طبقات بے شک ہوں۔ ہم نے تمہیں شعوب اور قبائل میں بھی تقسیم کیا ہوا ہے اس طرح انسان بھی طبقات میں بٹ جاتا ہے لیکن جہاں تک عزتوں کا تعلق ہے، تم ہمیشہ تقویٰ کو عزت دینا کیونکہ خدا تقویٰ کو عزت دیتا ہے۔

اس اُصول کو ہم نے قادیان میں اس زمانے میں کارفرما دیکھا جس کا میں نے ذکر کیا ہے۔ اور یہ میں بتانا چاہتا تھا کہ اس کا نصیحتوں سے تعلق نہیں تھا۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اخلاقی

تربیتی ورثہ تھا جو ان نسلوں نے پایا تھا۔ اس ورثے کو محفوظ رکھنے کی ضرورت ہے اور اس کی سرمایہ کاری کی ضرورت ہے۔ اب وہ دور آگیا ہے جس دور میں اس ورثہ کو دوبارہ بڑھانا چاہیے کیونکہ تمام دنیا میں پھیلنے والی جماعتوں نے یہ ورثہ از خود اپنے آباء و اجداد سے نہیں پایا۔ اس لئے میں نے لفظ سرمایہ کاری استعمال کیا۔

یہ جماعت احمدیہ کا بہت ہی قیمتی سرمایہ ہے

اور تعداد کے مقابل پر یہ سرمایہ کم ہوتا دکھائی دے رہا ہے۔ اس لئے اس سرمایہ کو بڑی حکمت کے ساتھ اور بڑی محنت کے ساتھ دانشمندی سے بڑھانا چاہیئے اور حرکت میں لانا چاہیئے۔ پس اُمراء اور عہدیداران اگر یہ بات ہمیشہ پیش نظر رکھیں کہ تقویٰ کو عزت دینی چاہیئے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ سرمایہ دوبارہ نشوونما پانے لگے گا اور جماعت پھر اس پہلو سے بہت ہی متموّل ہوتی چلی جائے گی۔ یہاں تک کہ ہم اس دور کی تمام نسلوں کو اس پہلو سے اتنا متموّل اور غنی کردیں کہ آئندہ آنے والی نسل پھر شکر کے ساتھ ان کی طرف دیکھے جس طرح ہم نے بڑے ہی شکر کے ساتھ جھکی ہوئی نگاہوں سے اپنی پہلی نسلوں کو دیکھا تھا اور اس بات کو ہمیشہ دل میں جانشین کیا کہ ہم ان کی دولتوں کا سرمایہ حاصل کرنے والی نسل ہیں ویسا ہی آج کی نسل خدا کرے کہ اس پہلو سے اتنی متموّل ہو جائے کہ وہ آئندہ آنے والی تمام نسلوں کو جو ساری دنیا میں کہیں بھی ہوں ان کو یہ سرمایہ عطا کرنے والی نسل بنے اور یہ سرمایہ ان کے ہاتھوں میں چھوڑ کر جانے والی نسل بنے۔

اس پہلو سے جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا بعض خطرات بھی ہوتے ہیں۔ ریاء کاریاں بھی بعض دفعہ شروع ہو جاتی ہیں اور تصنّعات بھی آجاتے ہیں، بعض اور بھی کئی قسم کے ایسے خطرات اُبھرتے ہیں جن کی نشاندہی ضروری ہے لیکن اس سے پہلے میں مختصراً آپ کو بتاتا ہوں کہ قادیان کا معاشرہ تھا کیا؟ ایک ایسا عجیب معاشرہ تھا جس کی کوئی مثال دنیا میں نہیں تھی۔ وہاں ایک غریب مزدور جو سارا سارا دن محنت کرکے اپنا پیٹ پالتا تھا، بچے تھے تو ان کی نگرانی بھی اسی محنت سے کرتا تھا، وہ بعض دفعہ اپنی نیکی کی وجہ سے ایسی عزت کا مقام پاتا تھا کہ بڑے بڑے دنیاوی طبقات سے تعلق رکھنے والے جھک کر اُس سے ملتے تھے، اُس کو محبت اور پیار اور اکرام کی نظر سے دیکھتے تھے۔ مصافحہ کرتے وقت عزت کے ساتھ مصافحہ کیا کرتے تھے۔ اور دعا کی درخواست کرتے تھے۔ ایسے فقیر بھی وہاں تھے جن کی بے حد عزت کی جاتی تھی۔ مجھے یاد آیا۔ ہماری مسجد مبارک کے نیچے سیڑھیاں اُترتے ہی بائیں طرف ایک چبوترے کے اوپر

شمس الدین مرحوم ایک درویش

بیٹھے جو مفلوج تھے اور ان کا گزارا بھیک پر تھا لیکن شاید کم ہی دنیا کے کسی بھکاری نے اتنی عزت پائی ہو جتنی بھائی شمس الدین کی عزت کی جاتی تھی کیونکہ یہ علیٰ ہمارے معاشرہ کا ورثہ تھا کہ چونکہ وہ نیک انسان تھے اور خدا سے تعلق رکھنے والے انسان تھے اور بھکاری اس رنگ کے نہیں تھے کہ بھیک کی خاطر بیٹھے ہوں۔ ایک مفلوج آدمی بیٹھا تھا جو آئے کبھی عزت اور محبت کے ساتھ کچھ دے جائے تو اُس کو دعا دے کر قبول کرتے تھے اور اسی سے چندے بھی دیا کرتے تھے۔ ان کے اس مقام کا ایک احترام تام تھا اور بچے بھی جب گزرتے تھے تو بھائی شمس الدین کہہ کے سلام کرکے ادب سے جھک کر وہاں سے گزرا کرتے تھے۔ وہاں بعض پاگلوں کی بھی عزت کی جاتی تھی کیونکہ وہ نیکی کی حالت میں پاگل ہوئے اور پاگل پن کی حالت میں بھی نیکی ساتھ چل رہی تھی اور اُن کے ساتھ بھی بڑی محبت اور احترام کا سلوک کیا جاتا تھا۔ چنانچہ ایک ایسے ہی پاگل تھے جو مجھے یاد ہے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مردانے میں بڑے حق کے ساتھ داخل ہوا کرتے تھے، ان کا جو مطالبہ ہو وہ وہاں پورا کرنے کی کوشش کی جاتی تھی۔

مجلسوں میں بیٹھتے تھے۔ اپنے رنگ کی باتیں کرتے چلے جایا کرتے تھے اور پاگل پن تو تھا۔ لیکن پاگل پن کے ساتھ کچھ نیکی کی حکمت بھی ہوتی تھی۔ وہ جو ہمارے معاشرے میں مجذوب کا تصور پیدا ہوا ہے وہ غالباً اسی وجہ سے ہوا ہے جو بیرونی معاشروں میں نہیں ملتا۔

مجذوب ایسے پاگل کو کہتے ہیں جو غالباً پاگل ہونے سے پہلے خدا سے تعلق رکھنے والا ہوتا تھا اور اس کی وجہ سے پاگل پن میں بھی اُس تعلق کی چنگاریاں کو ملتی رہتی ہے اور ان کے منہ سے حکمت کے کلمات جاری ہوتے رہتے ہیں۔ جہاں جاہل سوسائٹی ہو وہاں وہ اس نکتے کو نہ سمجھنے کی وجہ سے پاگلوں کی عزت کرنے لگ جاتے ہیں۔ ہر فقیر، پاگل، بے وقوف خواہ وہ گندی ہی بکنے والا ہو اُس کی بھی عزت کرنے لگ جاتے ہیں۔ کہتے ہیں جی! مجذوب ہے۔ حالانکہ یہ جہالت ہے۔ ہر شخص مجذوب نہیں ہوا کرتا۔ مجذوب وہ پاگل ہے جس کے پاگل پن میں بھی خدا کے تعلق کے آثار ظاہر ہوں اور بسا اوقات اس کے منہ سے عرفان کی باتیں جاری ہوتی ہیں جو قرآن اور حدیث اور سنت کے مضامین کے مطابق ہوتی ہیں ان سے ٹکرانے والی نہیں۔ بہرحال جب ایسی سوسائٹی ہو تو جیسا میں نے بیان کیا ہے یہ ظاہری طبقات کے پیش نظر نہیں کی جاتیں بلکہ تقویٰ کے پیش نظر کی جاتی ہیں وہاں ایسے بھی بزرگ تھے جو بڑے اعلیٰ سے بلند مقام اور مراتب رکھتے تھے، اپنے عہدوں کے لحاظ سے بھی، دنیا کے لحاظ سے بھی۔ ان کو اس وجہ سے کہ خدا نے ان کو دنیاوی عزت دی ہے حسد کا شکار نہیں بنایا جاتا تھا۔ تقویٰ کی سوسائٹی کا ایک یہ بھی پہلو ہے جسے پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ بعض جہلاء تقویٰ کا یہ مطلب سمجھتے ہیں کہ صرف غریب کی عزت کی جائے اور امیر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جائے لیکن

متقی وہ ہے جو تقویٰ کی عزت کرتا ہے

تقویٰ اگر گودڑی میں بھی دکھائی دے تو وہ اس سے محبت کرے گا اور پیار کرے گا۔ اگر شاہانہ فاخرانہ لباس میں بھی دکھائی دے تب بھی وہ تقویٰ سے پیار کرے گا۔ نہ گودڑی کے چیتھڑے اسے تقویٰ کی عزت کرنے سے باز رکھ سکیں گے، نہ فاخرانہ لباس کی چمک دمک اس کی نظر میں حائل ہو سکے گی۔ کیونکہ اس کی نظر تقویٰ کی عاشق ہوتی ہے۔ جہاں بھی دکھائی دے وہ اُس کی عزت کرتی ہے۔ پس یہ تقویٰ کا وہ اکرام ہے جو ہم نے اس آیت کریمہ سے سیکھا۔ جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ

ہمیشہ یاد رکھنا کہ تمہارا خدا تقویٰ کو عزت دیتا ہے۔ اگر اس خدا سے تمہیں محبت اور تعلق ہے تو تم بھی ہمیشہ تقویٰ کو عزت دینا۔ اگر سوسائٹی میں تقویٰ کو عزت دی جائے تو تقویٰ پنپتا ہے اور بڑی عمدگی سے نشوونما پاتا ہے جیسے بہار میں پودے جو پہلے مرجھائے ہوئے دکھائی دیتے ہیں وہ از خود نئی نئی کونپلیں نکالنے لگتے ہیں۔ نئے رنگ ان پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اسی طرح تقویٰ کے لئے ایک ماحول کی ضرورت ہے اور یہ ماحول جس کا میں ذکر کر رہا ہوں یہ تقویٰ کی افزائش میں بہت ہی اہم کردار ادا کرتا ہے لیکن اس کے نتیجے میں جیسا کہ بہار ہو یا برسات ہو تو بعض غلط جڑی بوٹیاں بھی سر نکالنے لگتی ہیں۔ ایسے ماحول میں بعض دفعہ دنیا دار لوگ بھی نیکی کے لبادے اوڑھ کر ذاتی فوائد حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور ان میں نمائش آجاتی ہے اور وہ تقویٰ کو بعض دفعہ پیسہ کمانے کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔ ایسی عورتیں پیدا ہو جاتی ہیں جو پیر بنتی ہیں اور ان کی ایجنٹس ہیں وہ مشہور کرتی ہیں کہ فلاں بی بی جو ہے وہ بڑی نیک ہے۔ وہ اتنی تہجد پڑھتی ہے اتنی نمازیں پڑھتی ہے۔ کسی ضرورت کے وقت اس کے دربار میں حاضری دو گے تو مرادیں پوری ہوں گی۔ یہ مرض بڑھ کر پھر قبر پرستی تک پہنچ جایا کرتی ہے۔ ایسے خطرناک اڈوں سے پناہ مانگنی بھی ضروری ہے اور بعض باتیں جو سچے تقویٰ اور دکھاوے کے تقویٰ میں تفریق کرنے

والی ہیں اُن کو آپ پیشِ نظر رکھیں۔ مجھے یاد ہے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

اِس معاملے میں بڑی ہی باریک اور نگران نظر رکھتے تھے۔ اس لئے بعض لوگ جن کی طرف لوگوں کا رجحان ہوتا تھا اس پر وہ سخت ردِّ عمل دکھایا کرتے تھے اور بعض لوگ جن کی طرف لوگوں کا رجحان ہوتا تھا اُس پر نہ صرف یہ کہ ردِّ عمل نہیں دکھاتے تھے بلکہ خود بھی اُن کو دُعاؤں کے لئے لکھتے تھے۔ حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی رضؓ، حضرت مولوی شیر علی صاحب رضؓ، حضرت مولوی سرور شاہ صاحب رضؓ، اسی قسم کے کثرت سے اور بزرگ تھے، حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ، جن کو حضرت مصلح موعودؓ ہر موقع پر دعا کے لئے لکھا کرتے تھے اور محبت اور احترام سے پیش آتے تھے اور جہاں تک توفیق ملتی تھی ان کی خدمت بھی کیا کرتے تھے یعنی عام خدمتوں کے علاوہ بھی اُن سے محبت اور ہدیے دینے کا تعلق بھی رکھتے تھے۔ لیکن بعض لوگ جو نیکی کے نام پر سَر اُٹھاتے تھے اُن پر وہ اس طرح برستے تھے جس طرح آسمان سے بجلی کڑک کے ٹوٹتی ہے اور بڑے سخت ان کے بارے میں پریشان ہو جاتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی آنکھ اللہ کے نُور سے دیکھتی تھی اور آپ جانتے تھے کہ کہاں فتنہ پیدا کرنے والی نیکی ہے جو بظاہر نیکی ہے لیکن حقیقت میں تقویٰ سے عاری ہے اور کہاں سچا تقویٰ ہے۔ اس کی ایک اور پہچان بھی ہے جو عام نظر سے بھی سامنے آجاتی ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ قرآن کریم فرماتا ہے وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُوْن۔ خدا سے تعلق رکھنے والے جو متقی ہیں (تقویٰ کی تعریف ہی ہو رہی ہے کہ وہ کیا ہے؟) فرمایا: مُتقی وہ لوگ ہیں کہ خدا جو اُن کو دیتا ہے وہ خدا کی راہ میں آگے جاری کرتے ہیں۔ پس وہ بزرگ جن کا میں نے ذکر کیا جو سچے بزرگ تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پروردہ تھے ان کو ایک ہاتھ سے ملتا تھا تو وہ دوسرے ہاتھ سے لوگوں پر خرچ کیا کرتے تھے۔ ایک ہاتھ سے ملتا تھا تو دوسرے ہاتھ سے وہ جماعت پر خرچ کیا کرتے تھے۔ اور ضرورتمند کی ضرورت پورا کرنے پر نگران اور مستعد رہا کرتے تھے اور یہ وہ بات تھی جو ان کو عام لوگوں سے جو لوگوں کی دولتیں بٹورنے کی خاطر بزرگ بنتے ہیں ان سے ممتاز اور الگ کر دیا کرتی تھی۔ یہ جو نیک بیبیوں کے اڈے بعض دفعہ بن جاتے ہیں اور غیر احمدیوں میں تو کثرت سے یہ رواج ہے ان میں بھی آپ یہ بات دیکھیں گے کہ یہ نیک بیبیاں چندوں میں پیچھے ہوں گی بلکہ شاید نہ ہی دیتی ہوں اور غریبوں پر خرچ کرنے والی نہیں ہوں گی بلکہ اپنے تقویٰ کا ڈھنڈورا پیٹ کر اپنا ایک بلند مقام بنا کر گدی بنانے کی کوشش کرتی ہیں اور ایسے نیک مرد بھی ہوتے ہیں یعنی بظاہر نیک مرد اور پھر بعضوں کے ملے جُلے حالات بھی ہوتے ہیں۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ کیا حال ہے، کچھ خرچ کرنے والے بھی ہیں لیکن بعض دفعہ ریاکاری اُن کو نقصان پہنچا رہی ہوتی ہے۔ نیک بننے کا شوق اس طرح ظاہر ہوتا ہے کہ جب کوئی اُن سے جھک کر سلام کرتا ہے۔ اُن کے ہاتھوں کو بوسہ دیتا ہے تو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارا حق ہے اور بڑے مزے سے ہاتھوں کو لمبا کر کے اس کے بوسے وصول کرتے ہیں اور متقی وہ ہے جو شرم سے غرق ہو جاتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ میرا کوئی حق نہیں ہے اگر یہ شخص میری بدیوں پر نظر ڈالے تو متنفر ہو کر مجھے پیٹھ دکھا کر چلا جائے اور اب ان دونوں کے دل کے معاملات ہیں، اللہ بہتر جانتا ہے کہ کون متقی ہے اور کون نہیں۔ مگر وہ لوگ جن کو خدا اپنا نُور عطا کرتا ہے وہ ظاہری طور پر ثبوت نہ ہونے کے باوجود جانتے ہیں کہ کن میں سچے تقویٰ کی رُوح ہے اور کن میں سچے تقویٰ کی رُوح نہیں ہے اس دوسرے پہلو سے تقویٰ کا معیار بڑھانے کے لئے انکسار کا معیار بڑھانا ضروری ہے۔ یاد رکھیں کہ تقویٰ کی جڑیں جتنی گہری ہوں اتنا ہی زیادہ تقویٰ کا درخت نشوونما پاتا ہے اور

تقویٰ کی جڑیں گہری ہونے کا مطلب انکسار کا بڑھنا ہے۔

جتنا زیادہ کسی شخص میں عارفانہ انکسار ہوگا اتنا ہی زیادہ اس کی جڑیں زمین میں گہری پیوست ہوں گی اور اتنا ہی زیادہ صحیح معنوں میں اس کا تقویٰ کا درخت نشوونما پائے گا۔

اِس مضمون کو قرآن کریم نے یوں بیان فرمایا:

أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ

کہ وہ کلماتِ طیبہ جو خدا کے کلام کا مظہر ہوا کرتے ہیں ان کی مثال ایسے درختوں سے ہے جن کی جڑیں ثابت ہوں اور جن کی شاخیں آسمان سے باتیں کرنے والی ہوں۔ یہاں لفظ "ثابت" استعمال کیا گیا۔ یہ نہیں فرمایا گیا کہ جڑیں گہری ہوں لیکن اس ایک لفظ ثابت نے دو مضامین بیان کر دیئے کیونکہ بعض درخت جن کی جڑیں گہری ہوں اور کھوکھلی ہوں یعنی اندرونی طور پر بیماریوں کی شکار بھی ہوں وہ ثابت نہیں ہو سکتے اور بعض دفعہ ایسے مادے کے مزاج کے لحاظ سے یعنی قدرت نے مادے کو جو صفت بخشی ہے اس پہلو سے بعضوں کی جڑیں ویسے ہی کمزور ہوتی ہیں۔ گہری ہوتی ہیں مگر جب آندھی چلتی ہے تو وہ درخت جڑوں سے ٹوٹ کے گر جاتے ہیں اور اگر گہری نہ ہوں اور مضبوط ہوں اور زمین کی سطح پر پھیلی ہوں جیسا کہ عموماً یورپین درختوں میں یہ بات پائی جاتی ہے۔ تو بڑے بڑے تناور درخت بہت اچھے لہلہاتے ہوئے نشوونما پاتے ہوئے ہر موسم میں ترقی کرتے ہوئے درخت آندھی کے مقابل پر اس طرح منہدم ہو جاتے ہیں جس طرح بعض دفعہ کھوکھلی جڑوں والے درخت گر جاتے ہیں۔ پیچھے جب آندھیاں آئیں تو جن پارکوں میں، مجھے کسی میں کبھی کسی میں، ہم سیر پر جاتے رہتے ہیں۔ اُن میں جب سیر پہ جانے کا موقعہ ملا تو میں نے تعجب سے دیکھا کہ بہت ہی عظیم الشان درخت جن کا بہت رعب پیدا ہوتا تھا اُن کی جڑیں سطحی تھیں اور اکثر درخت جڑوں سے اکھڑ گئے ہیں۔ اُن کی جڑیں بھی ساتھ اُکھڑی ہیں۔ اُن کے اوپر لفظ "ثابت" کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ "ثابت" لفظ میں دونوں خوبیاں آجاتی ہیں۔ ایسی جڑیں جو مضبوط ہوں اور درخت کو تھامے رکھیں اور ایسی جڑیں جو گہری ہوں کیونکہ ابتلاء کے وقت اگر وہ گہری نہیں ہوں گی تو "ثابت" نہیں رہ سکیں گی۔ اس لئے مضبوط بھی ہوں تو کافی نہیں۔ پس

قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت کا یہ کمال ہے

کہ اس نے تقویٰ کے درخت کی مثال ایسے جڑوں والے درخت کی مثال سے دی ہے جس کی جڑیں "ثابت" ہوں یعنی مضبوط بھی ہوں اور گہری بھی ہوں اور ابتلاء کی کوئی آندھی اُنہیں ہلا نہ سکے اور ہر حال میں نشوونما پانے والے ہوں۔ جتنی ان کی جڑیں "ثابت" ہوں گی یعنی مضبوط اور گہری ہوں گی اتنا ہی ان کا تقویٰ مضبوط ہوگا۔ دراصل یہ تقویٰ کی تعریف ہے۔ یعنی انکساری وہ جو حقیقی اور عارفانہ انکساری ہے اور چھپی ہوئی نیکیاں وہ جو جراثیم کے اثر سے پاک ہیں اور ان کے نتیجے میں اُن کے درخت وجود کو ایک مضبوطی اور طاقت ملتی ہے۔ یہ تقویٰ کی بہترین مثال دی گئی ہے۔ جتنی نیکیاں اُن کی چھپی ہوئی ہیں اتنا ہی ان کے درخت کو اللہ تعالیٰ رفعتیں عطا کرتا ہے۔ ان کی نیکیاں جتنی صحتمند ہیں اتنا ہی وہ آزمائشوں کے مقابل پر ثابت قدم ہونے کی استطاعت رکھتے ہیں اور طاقت پاتے ہیں۔ ایسے درختوں کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر حال میں پھل لگتے رہتے ہیں اور اُن کے پھل دائمی ہوتے ہیں۔ آسمان سے ان کو پھل ملتے ہیں لیکن جڑیں اُن کی اُن کے انکسار کی وجہ سے چھپی ہوئی ہوتی ہیں اور زمین کے اندر گہری داخل ہو جاتی ہیں اور ان کی گہرائی کا تناسب ان کی بلندی کے ساتھ ہے ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ۔ یہ دو متقابل تصویریں ہیں جن کا ایک دوسرے سے گہرا تعلق ہے۔ جتنی ثابت ہوں گی، جتنی مضبوط اور گہری ہوں گی اتنا ہی درخت بلند تر ہوتا چلا جائے گا۔

پس اس پہلو سے ان صفات کی پرورش کرنے کی ضرورت ہے لیکن

جس طرح ماں بچوں کی پرورش کرتی ہے۔

جس طرح ایک زمیندار اپنے درختوں کی پرورش کرتا ہے اور ہر ایسا ذریعہ استعمال کرتا ہے جس سے یہ صفات پیدا ہوں جو میں نے آپ کے سامنے رکھی ہیں، اسی طرح امراء اور عہدیداران کو اپنے ماتحت عہدیداران کی تربیت کرنی چاہیئے اور ان سے معاملات کے درمیان جب ایسی باتیں دکھائی دیں جن سے معلوم ہو کہ بعض پہلوؤں سے اُن کے تقویٰ میں کمزوری ہے۔ بعض دفعہ جذبات سے مغلوب ہو جاتے ہیں، بعض دفعہ کسی شخص سے اس بناء پر حسد کرنے لگتے ہیں کہ اس کو امیر کا زیادہ قرب حاصل ہے اور اس کی کمزوری کی تلاش شروع کر دیتے ہیں۔ بعض دفعہ اپنے مزاج کے اختلاف کی وجہ سے دوسرے کی اچھی بات بھی ان کو بُری لگنے لگ جاتی ہے۔ اور مجلس عاملہ میں اس بناء پر پارٹی بازیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ بعض دفعہ گروہی تعلقات کی بناء پر مشورے غلط دیے جاتے ہیں۔ اور جس کے ساتھ زیادہ دوستی ہو۔ اس کی ضرور تائید کرنی ہے۔ اگر ضرور نہیں تو اکثر صورتوں میں تائید کرنی ہے۔ اس قسم کی بہت سی بیماریاں ہیں جو جڑوں کو کھانے والی ہیں۔ ایسے درختوں کی جڑیں بظاہر گہری بھی ہوں تو ثابت نہیں کہلا سکتیں۔ پس ایک امیر کے لئے ایک صدر کے لئے یا دوسرے منتظم کے لئے اگر وہ اپنا تقویٰ کا معیار بڑھا لے اور خدا کے نور سے دیکھنے لگ جائے یہ باتیں معلوم کرنا ہرگز مشکل نہیں ہے۔ اس لئے ان باتوں پر وہ تنگی محسوس کرنے کی بجائے ایسے لوگوں کے لئے گہری ہمدردی کے جذبات رکھے ان کی خاطر دکھ محسوس کرے۔ تنگی اور حسرت اور دکھ اور حسرت ہے۔ ان دونوں باتوں میں فرق ہے۔ تنگی کے نتیجے میں بعض امراء پھر بیزار ہو جانے لگتے ہیں۔ کہتے ہیں کیا بکواس ہے۔ کس قسم کے بیہودہ لوگ ہیں اور ان کا دل اُچاٹ ہونے لگ جاتا ہے۔ دکھ کے نتیجے میں اُن کے لئے زیادہ فکر، اُن سے زیادہ گہرا تعلق ہونے لگ جاتا ہے۔ پس تنگی محسوس کرنے کی بجائے ان کے لئے دکھ محسوس کرنا چاہیئے۔ تنگی کو خدا تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہاماً فرمایا

وَلَا تَسْئَمْ عَنِ النَّاسِ

یہاں تَسْئَمْ کا جو مضمون ہے یہ تنگی کا مضمون ہے۔ تکلیف تو تجھے لوگوں کے کثرت سے آنے کے نتیجے میں پہنچے گی۔ بے وقت تجھ سے مطالبات کرنے کے نتیجے میں لیکن دل میں تنگی نہ پیدا کرنا۔ ہاں تکلیف کے نتیجے میں جو دوسرے لوازمات ہیں اُن سے تو انسان کو مفر نہیں ہے۔ ان میں دعا کی طرف متوجہ ہونا قربانی کی روح اختیار کرنا زیادہ انکسار اختیار کرنا اور بہت سی خوبیاں ہیں جو خدا کی خاطر تکلیف اٹھانے کے نتیجے میں خود بخود پیدا ہوتی ہیں تو اگر تنگی نہ ہو تو وہ خوبیاں پیدا ہوں گی۔ اگر تنگی ہو گی تو وہ خوبیاں ضائع ہو جائیں گی۔

پس جب میں تنگی کہتا ہوں تو اس وسیع مضمون کو پیش نظر رکھ کر یہ الفاظ استعمال کر رہا ہوں کہ امراء کو اور عہدیداران کو چاہیئے کہ ماتحتوں میں جب اس قسم کی خامیاں دیکھیں تو تنگی محسوس کرنے کی بجائے ان کے لئے درد محسوس کریں اور ان کو نصیحت کریں اور ان کو اس طرح پرورش دیں کہ گویا ان کے اپنے وجود کی بنا اُن پر ہے۔ پس پہلو سے عہدیدار اور امیر درخت کا وہ حصہ بن جاتا ہے جو باہر نکلا ہوا ہے جس کی شاخیں آسمان پر ہیں۔ اور یہ تمام عہدیداران اور کارکن اس کی جڑیں بن جاتے ہیں۔ پس ایک اور منظر ہمارے سامنے ابھرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر عہدیدار کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ اس کے ماحصل کی بلندی اور جو کچھ وہ خدا کی نظر میں حاصل کرتا ہے اس کی رفعت اس بات پر منحصر ہے یعنی اس بات پر بھی بہت حد تک منحصر ہے کہ اُن کے ماتحتوں کا تقویٰ کیسا ہے۔ اگر وہ متقی ہوں گے اگر وہ پیوستہ ہوں گے اور گہرے ہوں گے اور ثابت کہلا سکتے ہوں گے تو ایسے امیر کا درخت بہت رفعتیں اختیار کرے گا۔ اور اس کے کاموں کو بہترین پھل لگیں گے۔ پس اس نئی تعریف کی رُو سے، اس نئے زاویہ کی رُو سے پھلوں کی تعریف بدل جاتی ہے۔

یہاں پھلوں سے مراد ہے جماعت کی اجتماعی کوششوں کا پھل

جتنا زیادہ جڑیں اچھی ہوں گی اور ان کے تقویٰ یہ امیر کی یا دیگر عہدیداروں کی نظر ہو گی۔ اسی حد تک ان لوگوں کی اجتماعی کوشش پھل لائیں گی اور اس کے

نتیجے میں امیر چونکہ ان کا نمائندہ ہے اور ان کا ایک SYMBOL بن جاتا ہے اس لئے اس کی رفعتیں یعنی امیر کی سربلندی اور اسکی ترقی دراصل ساری جماعت کی سربلندی اور ساری جماعت کی ترقی ہے تو اس پہلو سے گہری نظر رکھتے ہوئے اپنے ماحول کی نگرانی کرنی چاہیئے۔ کمزوریوں پر بھی نگاہ رکھنی چاہیئے۔ تقویٰ سے وابستہ اُن فتنوں پر بھی نگاہ رکھنی چاہیئے جن میں سے بعض کی مثال میں نے دی ہے لیکن اور بھی بہت سے فتنے ہیں جو نیکی کا روپ دھار کر جماعتوں کو شیطانی وساوس میں بھی مبتلا کر سکتے ہیں اور شیطانی تحریکات کو پھیلانے میں مدد دیتے ہیں ان سب پہ نگاہ رکھتے ہوئے اور استغفار کرتے ہوئے اور دعا کرتے ہوئے اگر تمام جماعتی عہدیداران اپنے کام کے معیار کو بڑھانے کی کوشش کریں گے تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ کام دراصل خدا ہی نے کرنے ہیں اور وہی بات ہے جس سے میں نے اس خطبے کا آغاز کیا تھا کہ کام خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا ہو خدا کی طرف سے توفیق مل جائے تو ہر بات آسان ہو جاتی ہے۔ ہر بات پہاڑی ندیوں کی طرح خود زور بڑی طاقت سے بہنے لگتی ہے اور اس کو چلانے کے لئے اس کو جاری کرنے کے لئے بظاہر کسی محنت کی ضرورت نہیں پڑتی۔ جو محنت اس میں داخل ہوتی ہے وہ ایک طبعی قانون کے طور پر خود بخود اس کام کو آگے بڑھانے میں جذب ہو جاتی ہے اور دیکھنے والا یہی محسوس کرتا ہے کہ خود بہنے والی ایک طاقتور پہاڑی ندی ہے لیکن ان دو باتوں پر اس کا انحصار ہے جو میں نے بیان کی ہیں۔

اپنے تقویٰ کا معیار بڑھاتے ہوئے خدا پر انحصار کریں اور دعاؤں پہ زور دیں اور دعاؤں پر اپنے سب کاموں کی بناء کریں اور پھر اپنے ماتحتوں کے تقویٰ کو بڑھائیں اور ہمیشہ کوشش کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ اگر ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے تو میں یقین دلاتا ہوں کہ ہمارے کام آج جس رفتار سے چل رہے ہیں اُن سے سینکڑوں گنا زیادہ رفتار سے اور زیادہ قوت کے ساتھ اور شان کے ساتھ آگے بڑھنا شروع ہوں گے اور آئندہ نسلوں کو ہم ورثے میں جو تقویٰ دیں گے۔ اس کی جزا ہمیشہ ہمیں نصیب ہوتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق عطا فرمائے۔

اب اختتام پر میں اپنے ایک بہت ہی پیارے بھائی صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی وفات کا اعلان کرتے ہوئے یہ بتاتا ہوں کہ نماز جمعہ کے بعد اُن کی نماز جنازہ غائب ہوگی۔ اور ان کے ساتھ ہی ہمارے اور بھی بہت سے ایسے دوست ہیں جو دنیا سے رخصت ہوئے جن کے اپنے مقامات اور ایسے مراتب تھے جو بعض صورتوں میں دکھائی دیتے ہیں۔ بعض صورتوں میں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے نظر سے مخفی بھی رہتے ہیں تو ان سب کو اس جنازے میں اپنی دعاؤں میں شامل کریں۔ ان سب کا نام تو پڑھ کر سنا دیا گیا ہے۔ ان میں سے تین کا ذکر میں خصوصیت سے کرنا چاہتا ہوں۔

ایک ہمارے چوہدری فتح محمد صاحب نائب امیر جماعت لاہور، ان کی وفات کی بھی کل اطلاع ملی ہے۔ یہ بھی بہت مخلص فدائی اور بے لوث خدمت کرنے والے اور ہر قسم کی ریاء کاری سے کلیتہً پاک صاف گو صاف دل انسان تھے اور انہوں نے امیر جماعت لاہور کے لئے بہت ہی اُن کے کام آسان کیئے اور ان کے دست راست کے طور پر ایسا دست راست جو مخفی طور پر چلتا رہا اُن کے بہت ہی بوجھوں کو اٹھایا اور ان کی مدد کی۔ ان کا خاندان آپ جانتے ہیں چوہدری فتح محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاندان ہے یا شاید آپ نہ بھی جانتے ہوں۔ یہ ہم نام بھی تھے اور کئی پہلوؤں سے اُن کی خوبیوں کے بھی مالک تھے پس ایسے لوگ جو اب رخصت ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب کو اُس دنیا میں اُن کی نیکیوں کی جزاء دے جن کی اس دنیا میں ان کو توفیق ملی اور ان کی اگر کمزوریاں رہ گئی تھیں تو اللہ ان کی پردہ پوشی فرمائے اور آئندہ نسلوں کو اُن کمزوریوں سے بچائے اور ان کی خوبیاں ان میں جاری فرمائے۔

برادرم مرزا منور احمد صاحب کا خط اُن کے وصال کے بعد ملا ہے یعنی جس دن وصال کی اطلاع ملی اسی دن ان کا خط ملا جس میں انہوں نے ایک خواب لکھی ہے جو شاید پہلے ملتی تو مجھے سمجھ نہ آتی کہ اس کا کیا مفہوم لیکن عین اسی وقت ملی جب کہ اس کا مفہوم ظاہر ہو چکا تھا۔ وہ لکھتے ہیں،

کل خواب میں دیکھا کہ غالباً نمازِ تراویح پڑھا رہا ہوں اور تمام قرآن کریم اسی وقت پڑھ کر ختم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ میرا انجام بخیر فرمائے۔

اس رؤیا سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو محسوس ہوگیا تھا کہ وقت قریب آ رہا ہے اور خدا کے فضل سے خوشخبری بھی ملی ہے کہ انجام بخیر ہے کیونکہ جس رنگ میں انجام کی خبر دی گئی بہت ہی پیارا رنگ ہے۔ انہوں نے ساری عمر کبھی تراویح نہیں پڑھائیں اور نہ ہی کبھی ایسی خواب پہلے دیکھی ہوگی۔ میرے علم میں تو کبھی نہیں۔ پس وفات سے کچھ عرصہ پہلے رؤیا میں اس قسم کا انجام دکھایا جانا بہت ہی مبارک انجام ہے۔ جس دن ان کی وفات ہوئی ہے اس سے دو رات پہلے یہاں دو مختلف لوگوں نے خوابیں دیکھیں وہ بھی ایسا رنگ پیش کرتی ہیں کہ اگر اس وقت وفات سے پہلے بتائی جاتیں تو سمجھ نہ آتی کہ کیا بات ہے لیکن دونوں خوابیں ایک ہی رات دکھائی گئیں اور دراصل ایک ہی منظر کے دو پہلو ہیں اور وفات کے بعد پھر وہ بالکل صاف دکھائی دیتا ہے کہ کیا مطلب تھا۔ ایک ہماری خاتون جو خدا کے فضل سے کئی دفعہ بہت ہی اچھی سچی خوابیں دیکھنے والی ہیں انہوں نے عزیزم مرزا مبشر احمد کو جو بھائی منور کے صاحبزادے ہیں ان کو دیکھا کہ بہت مغموم دکھائی دے رہے ہیں اور اسی رات میری اہلیہ نے خواب میں نواب محمد احمد خان صاحب مرحوم کو جو ان کی بیگم کے بھائی اور حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ اور سیدہ مبارکہ بیگم صاحبہؓ کے بڑے صاحبزادے تھے ان کو دیکھا کہ بہت ہی خوش کسی کا انتظار کر رہے ہیں۔ تو یہ دونوں خوابیں اب اکٹھی ہوں تو صاف نظر آ جاتا ہے کہ کیا مراد ہے۔ مبشر کا مغموم ہونا رخصت کے نتیجے میں ہے اور ان کی بیگم کے بھائی کا خوش ہونا ان کی آمد کے انتظار میں ہے تو اس طرح اللہ تعالیٰ جماعت کو اپنے وجود کے رنگ دکھاتا رہتا ہے اور اپنے قرب کے آثار ظاہر کرتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ جماعت کو اس قسم کے قرب کے نشان دکھاتا رہے جس پر اُن کے ایمان کی بناء ہے اور انحصار ہے جس پر درحقیقت ہمارے تقویٰ کا انحصار ہے۔

صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کے متعلق صرف ایک بات لکھ کر اب میں اس خطبے کو ختم کروں گا کہ ان میں جو سب سے زیادہ حسین پہلو تھا وہ خلافت سے ان کا عشق اور وفا کا پہلو تھا۔ ایسی حیرت انگیز محبت ان کو خلافت سے تھی اور اس کا احترام ملحوظ تھا کہ جب وہ ملتے تھے تو جس محبت اور خلوص سے ملتے تھے میں شرم سے پانی پانی ہو جاتا تھا۔ بعض دفعہ طبیعت پر بوجھ ہوتا تھا کہ اب یہ سب کے سامنے آ کر اس طرح اظہار کریں گے تو میرا کیا حال ہوگا۔ بڑے بھائی تھے اور اس سے پہلے کی زندگی میں وہ ناراض بھی ہوا کرتے تھے۔ ان کا بالکل اور رنگ کا تعلق تھا لیکن جب سے خدا تعالیٰ نے خلافت کا منصب عطا کیا ان کی کیفیت ہی بدل گئی اور سب بھائیوں میں میں نے اس پہلو سے سب سے زیادہ ان میں امتیاز دیکھا ہے۔ ایک غیر معمولی امتیازی شان پائی ہے تو اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی یہ نیکیاں زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ کیا کیا صورتیں ہیں جو خاک میں پنہاں ہوگئی ہیں یا ہو رہی ہیں۔ یہ صورتیں پچھلی صدی نے پیدا کی تھیں خدا کرے کہ اگلی صدی میں ان کے پسماندگان کی گل و لالہ کی شکل میں ان کی خوبیاں زندہ رہیں اور اگلی صدی ان بزرگوں کا یہ ورثہ پائے اور پھر ان کے پنہاں ہونے کے بعد نئے لالہ و گل پھوٹتے رہیں۔ خدا کرے کہ یہ سلسلہ دوام اختیار کرے اور ہمیشہ اچھی نسلیں، اچھی نسلیں پیچھے چھوڑ کر جانے والی ہوں (خطبہ ثانیہ کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا)

ایک اور دوست کا بھی ذکر کرنا چاہتا تھا جو میں نے کہا تھا تین کا میں کروں گا، وہ بھول گیا۔ وہ جماعت انگلستان کے ایک انگریز نومسلم ہیں مسٹر BILL HEDGES یہ ہارٹلے پول کے رہنے والے تھے اور معمر بزرگ تھے جن کی بیگم نے سب سے پہلے بیعت کی اور بہت ہی نیک خاتون ہیں اور بے حد تبلیغ کا شوق۔ اور ان کی تبلیغ کے نتیجے میں پھر ان کا بیٹا بھی احمدی ہوا۔ ان کے خاوند بھی ہوئے ان کی بہوئیں بھی ہوئیں اور اب وہ ایک انگریز خاندان ہے جو اوپر سے نیچے تک سارے کا سارا سچے دل سے مخلص مسلمان بنا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کثرت سے جماعت احمدیہ کو ایسے اور خاندان عطا کرے۔ بعض اور بھی پہلے کے ہیں۔ ایک کہنا غلطی ہے کیونکہ میرے ذہن میں فوراً بعض اور خاندان بھی آئے ہیں جو خدا کے فضل سے مکمل مخلص احمدی ہیں تو انگلستان کے معاشرے کو اسلامی معاشرے میں تبدیل کرنے کے لئے یہ جاہلانہ احتجاج کام نہیں آئیں گے جس طرح آج کل بعض ایشیائی مسلمان کر رہے ہیں کہ گلیوں میں نکل کر اپنے معاشرے کے حقوق کے مطالبے کر رہے ہیں ان لوگوں کے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ضروری ہیں۔ ان کے خاندانوں کو اسلامی معاشرے کا رنگ دے کر ان کے سامنے مثال کے طور پر رکھنا ضروری ہے۔ تو یہ بھی بہت جیسا کہ میں نے بیان کیا صاف دل سیدھے سادے بہت ہی نیک انسان تھے ان کو بھی نماز جنازہ میں دعاؤں میں خاص طور پر یاد رکھیں کیونکہ آپ کے انگلستان کی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور اس ضمن میں یاد رکھیں کہ جب بھی کوئی نیک آدمی فوت ہو اس کے ساتھ اس کے پسماندگان کے علاوہ اس کی نیکیوں کے مزید نشوونما پانے کے لئے بھی دعا کرنی چاہیئے تاکہ ایک کی کمی ہزاروں دوسروں کے حصول کے نتیجے میں پوری ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آج چونکہ انصاراللہ کا اجتماع ہے اور بہت سے مہمان آئے ہوئے ہیں جنہوں نے پھر یہاں سے اسلام آباد بھی جانا ہے اس لئے نماز جمعہ کے بعد عصر بھی ساتھ ہی پڑھی جائیگی یعنی نماز جمعہ کے ساتھ عصر جمع ہوگی۔

بقیہ صا۱۱

بقیہ صا۱۱

الغرض دنیا کے ہر ملک کے احمدی میں یکساں طور پر پایا جاتا ہے۔ اسی کے نتیجہ میں اس جماعت نے غیر معمولی ترقی کی ہے۔ اور جماعت کی تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ اور اسی جذبۂ ایثار کی بدولت ان کی روحانی ترقی بھی ہوئی ہے۔

وہ صفات جو کہ جماعت احمدیہ کی زینت کا موجب ہیں بہت زیادہ ہیں اس سے بھی زیادہ تعداد میں جماعت کی وہ مشہور و معروف شخصیات ہیں جن کی وجہ سے* لندن میں مجھے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب سے ملاقات کا موقعہ ملا جنہیں ۱۹۷۹ء میں Physics میں نوبیل انعام سے نوازا گیا۔ وہ ایک سچے احمدی مسلمان ہیں جدید سائنسی دور کی چند نامور شخصیات میں ان کا بھی شمار ہوتا ہے۔ اس کے باوجود انہوں نے اپنی ساری زندگی بنی نوع انسان کی خدمت بالخصوص تیسری دنیا کے ممالک کے لئے وقف کی ہوئی ہے۔ موصوف کے ساتھ گفتگو کے دوران مجھے اس امر کا علم ہوا کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔

اسلام کی تعلیم کا عالمگیر یا ہمہ گیر ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ کسی آدمی کو پہلے سے قائم شدہ نظام یا ڈھانچے میں اپنے آپ کو ڈھالنا پڑیگا اسلام کی نظر میں ہر شخص یکساں اہمیت رکھتا ہے۔ قومیت، تہذیب و تمدن اور سیاسی اختلاف انسانیت کے اتحاد میں حائل نہیں ہوتے سماجی بھلائی۔ امن و اخوت اسلام کی بنیادی تعلیمات ہیں۔

یہ بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ مذہب اسلام کا اپنی بنیادی اہلیت کو برقرار رکھنے اور اُس کا تحفظ کرنے کا عزم میدان عمل کے ان اطراف میں جہاں مختلف تہذیبیں باہمگیر اثرانداز ہوتی ہیں وہاں انسانیت کے اتحاد میں ممد و معاون ثابت ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ یہ جماعت ضرور پھیلے گی اور دنیا کی مختلف تہذیبوں اور تمدنوں میں اتحاد پیدا کرے گی اور اسی اتحاد میں ہی جدید دور کے تمام مسائل کا حل مضمر ہے۔

ذیلی تنظیموں کے اجتماعات

اللہ تعالیٰ کے فضل سے قادیان دارالامان میں ذیلی تنظیموں کے سالانہ اجتماعات بہارت بخیر و خوبی اختتام پذیر ہو گئے ہیں۔ الحمد للہ

(ادارہ)

* [illegible]

خلیج میں حالاتِ حاضرہ کے بارے میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک اہم پیشگوئی

از محترم مولانا محمد اسماعیل صاحب منیر سیکرٹری حدیقۃ المبشرین ربوہ نزیل قادیان

آج سے نوّے سال قبل حضرت بانی جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود نے الٰہی حکم کے مطابق بطور نشان الٰہی عربی زبان میں عیدالاضحیہ کے موقعہ پر خطبہ عیدالاضحیہ دیا۔ جو "خطبہ الہامیہ" کے نام سے مشہور ہے اس خطبہ الہامیہ کے آخر حاشیہ میں خدا تعالیٰ سے خبر پاکر آپ نے ایک اہم پیشگوئی عربی زبان میں درج فرمائی ہے جس کا اُردو ترجمہ یہ ہے

" اور وہ آفات جن کا مسیح موعود کے زمانہ میں ظاہر ہونا مقدر ہے اُن میں سے سب سے بڑی مصیبت یاجوج و ماجوج اور منحوس دجال کا خروج ہے۔ اور وہ مسلمانوں کے لئے خدا کے وعدوں سے دوری اور نافرمانی کے وقت ظاہر ہوں گے اور وہ مسلمانوں کے لئے سخت مصیبت کا باعث ہوں گے جس طرح یہود پر (حضرت مسیح ناصریؑ کو سخت دُکھ دینے کی وجہ سے) تاریخی مصیبت نازل ہوئی تھی اُسی طرح مسلمانوں پر (حضرت مسیح موعودؑ اور اس کی جماعت کو سخت دکھ پہنچانے پر) سخت مصیبت نازل ہوگی۔

اور جان لے کہ یاجوج و ماجوج دو ایسی قومیں ہیں۔ جو اپنی لڑائیوں اور مصنوعات میں آگ کا استعمال کریں گی۔ آگ کے استعمال کی وجہ سے اِن دونوں طاقتوں (روسی بلاک اور اینگلو امریکن بلاک) کو یاجوج و ماجوج کا نام دیا گیا ہے کیونکہ اجیج بھڑکنا آگ کی صفت ہے۔ اُنکی جنگ ناری مادہ کیساتھ ہوگی اور وہ لڑائیوں میں ناری مادہ کے استعمال کی وجہ سے دنیا کی سب قوموں پر چھا جائیں گی انہیں کوئی پہاڑ یا سمندر روک نہیں سکے گا۔ اور بادشاہ ان کے سامنے خوف کے مارے اطاعت پر مجبور ہوں گے۔ اور کسی کو ان کے مقابلہ کی تاب نہ ہوگی اور وہ ایک موعود وقت تک سب کو اپنے پاؤں تلے روندتے چلے جائیں گے۔ جو بھی ان دونوں پتھروں کے درمیان آئیگا خواہ اسکی کس قدر بڑی سلطنت ہو آٹے کی طرح پس جائیگا اور ان دونوں بڑی طاقتوں کیوجہ سے زمین پر ایک سخت زلزلہ برپا ہوگا۔ پہاڑ اور پہاڑ جیسی طاقتیں ہل جائینگی اور ضلالت پھیل جائیگی اور اس وقت نہ کوئی دُعا سنی جائیگی اور نہ کوئی فریاد عرشِ الٰہی تک پہنچے گی اور مسلمانوں کو ایسی مصیبت پہنچے گی جو ان کے اموال، اقبال اور عزتوں کو کھا جائیگی۔ اور مسلمان بادشاہوں کے مخفی اور پوشیدہ رازوں اور اسرار کو پا لیا جائیگا اور لوگوں پر ظاہر ہو جائیگا کہ وہ خدا کی نافرمانی اور گناہوں کی وجہ سے خدا کے غضب کے مورد ہیں۔ اور ان کا رعب، اقبال اور شان و شوکت جاتی رہے گی۔ اس لئے کہ وہ متقی نہ ہوں گے۔ وہ دشمنوں سے ایک طریق سے مقابلہ کریں گے اور سات طریقوں سے شکست کھا جائینگے اس لیئے کہ ان کے اعمال اچھے نہ ہونگے۔ اور وہ لوگوں سے احسان کا سلوک نہیں کریں گے وہ لوگوں کو دکھاوے کی خاطر کام کریں گے مگر حقیقت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق اور سنت پر عمل نہیں کریں گے اور نہ ہی وہ دیندار ہوں گے وہ صرف جسموں کی طرح ہوں گے جن میں روح نہ ہوگی اس لئے اللہ تعالیٰ ان کی طرف رحمت کی نظر نہیں دیکھے گا اور نہ ہی ان کی مدد کی جائیگی حالانکہ اللہ تعالیٰ تو ان پر رجوع برحمت ہونا چاہے گا بشرطیکہ وہ تضرع اختیار کریں مگر وہ نہ تضرع اختیار کریں گے اور نہ توبہ کریں گے سو ایسے مجرموں پر ان کا وبال نازل ہوگا۔ سوائے ان کے جو خشوع و خضوع سے کام لیں گے اور وہ دنوں کو بھی مصیبتیں دیکھیں گے اور راتوں کو بھی تکالیف دیکھیں گے اسی طرح جسطرح یہود نے پہلے دیکھے تھے۔

سو ایسے دگرگوں حالات اور وقت میں مسیح موعود (اس کا خلیفہ اور اسکی جماعت کے افراد) اپنے رب جلیل کے حضور دعا کے لئے کھڑے ہوں گے اور رات بھر درد بھری آواز کیساتھ خدا سے دُعا کریں گے جس طرح برف آگ سے پگھل جاتی ہے اُسی طرح پگھلے ہوئے دل کے ساتھ مسیح موعودؑ (اس کا خلیفہ اور جماعت کے احباب) مسلمانوں پر نازل ہونے والی سخت مصیبت پر خدا تعالیٰ کے حضور آنسو بہا بہا کر تضرع اور ابتہال سے دعائیں کریں گے۔ تب مسیح موعود (اس کا خلیفہ اور جماعت) کی دعائیں سنی جائینگی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے حضور ان کا ایک مقام ہے تب نصرت اور پناہ دینے والے فرشتے نازل ہوں گے اور اس وقت اللہ تعالیٰ جو چاہے گا سو کریگا اور لوگوں کو تکالیف اور مصائب سے نجات عطاء فرمائیگا۔ تب مسیح موعودؑ کا مقام زمین پر لوگوں کو معلوم ہو گا جیسا کہ آسمان پر ہے۔ اور تب مسیح موعود کی قبولیت عوام اور امراء میں پھیلے گی یہاں تک کہ بادشاہ اُسکے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی جناب سے ہوگا اور لوگوں کی نگاہ میں عجیب ہے (خطبہ الہامیہ صفحہ ۳۱۷ - ۳۱۸ حاشیہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

اِسلام ـــــ نوجوانوں کیلئے محبت اور اُمید کا پیغام

(گزشتہ سال کے جلسہ سالانہ سے ایک نومسلم احمدی نوجوان مکرم ماریو صاحب کا خطاب جو سوئٹزرلینڈ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں)٭

مذہب اسلام کی سب سے اہم خصوصیت اس کی تعلیم کا عالمگیر اور ہمہ گیر ہونا ہے۔ اسلام تمام جغرافیائی حدود۔ نظریاتی اختلافات اور نسلی عصبیت سے ماورا ہو کر مساوات کا درس دیتا ہے۔

کیا کوئی شخص اپنی زندگی میں اس سے بھی اہم اور روح افزا نظارے کا تجربہ کرسکتا ہے کہ ایک ہی جگہ اکناف عالم سے آئے ہوئے مختلف رنگ و نسل کے لوگ اکٹھے ہو کر عظمت خدا وندی اور محبت الٰہی سے مستفیض ہو رہے ہوں؟ میں نے گزشتہ سال ایسا ہی نظارہ دیکھا جب مجھے احمدیہ مسلم جماعت کے سالانہ جلسہ برطانیہ میں شمولیت کا شرف نصیب ہوا۔ میں یہ دیکھ کر عالم حیرت میں غوطہ زن ہو گیا کہ تصور میں آنے والی وہ تمام حدود اور رکاوٹیں جو ایک انسان کو دوسرے انسان سے جدا کرتی ہیں دور ہو چکی تھیں۔ وہ نظارہ یہ تھا کہ مختلف زبانیں بولنے والے لوگ۔ رنگا رنگ لباس ملبوس افریقی باشندے مغربی لوگوں میں گھل مل گئے تھے۔ اور اگرچہ لوگ ایک دوسرے کے لئے اجنبی تھے لیکن وہ مشترکہ طور پر کھانا کھا رہے تھے۔ بچے مل جل کر طرح طرح کی کھیلوں میں مصروف تھے۔ اس نظارے میں احساس بیرونیت۔ رنگ و نسل جذبۂ اخوت و محبت کے بیکراں سمندر میں ڈوبتا ہوا نظر آیا۔ میرے لئے یہ روح کو گرما دینے والا دل کو کھول دینے والا اور ذہن میں اُمید کی شعاع پیدا کرنے والا تجربہ تھا۔ اُس موقعہ پر جماعت احمدیہ کے خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کے علم و دانش۔ فہم و فراست اور لطف و کرم کے ناپیدا کنار سمندر سے جو کچھ میرے دل نے اخذ کیا۔ شاید اُس کا عشر عشیر بھی میں آپ کے سامنے بیان نہ کر سکوں۔ حضور اسلامی اخلاق اور اقدار کا مجسمہ کامل ہیں۔ عوام اور اقوام کی آزادی ان کی انفرادیت اور اتحاد کے علمبردار ہیں۔ انسانیت سے گہری محبت اور ہر فرد کی خواہشات اور ضروریات کا احترام کرنا اور انہیں صحیح طور پر سمجھنا حضور کی ایسی اعلیٰ خوبیاں ہیں جو ان کی دیگر تمام صفات کے حسن و جمال کو دوبالا کرتی ہیں۔

مجھے حضور کی روزمرہ مصروفیات میں کچھ عرصہ شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ حضور اسلامی تعلیمات پر کاربند ہوتے ہوئے باقاعدگی سے پانچوں نمازوں کی ادائیگی کرتے ہیں۔ خاص طور پر فجر کی نماز خاص اہمیت کی حامل ہے۔ کیونکہ اس کے لئے نیند کی قربانی درکار ہے۔ لندن جو کہ حضور کی عارضی رہائش گاہ ہے وہاں سال میں کبھی کبھی ایسا وقت آتا ہے کہ ۳۰-۳ ہی طلوع سحر کا وقت ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں فجر کی نماز کی ادائیگی کے لئے نیند کی قربانی کرنا واقعی قابل تعریف امر ہے۔

حیرت افزا امر یہ ہے کہ حضور اللہ تعالیٰ کے فضل سے فجر کی نماز کے بعد مسجد لندن کے قریب ایک پارک میں سیر کرنے کے لئے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود کچھ وقت نکال لیتے ہیں۔ یہ وسیع اور سرسبز پارک روزانہ جماعت احمدیہ کے خلیفہ کی آمد سے مشرف ہوتا ہے۔ حضور کی معیت میں جانے کیلئے نوجوانوں کو کافی محنت کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ حضور سیر کرتے وقت کبھی کسی مسئلہ پر غور کرنے لگتے ہیں تو کبھی کسی موضوع پر اپنے ساتھیوں سے گفتگو فرمانے لگتے ہیں۔

بحیثیت خلیفہ جماعت احمدیہ اپنے فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ حضور بیمار اور مریض لوگوں کو اپنے بیش قیمت طبی مشوروں اور ادویات سے بھی نوازتے ہیں۔

حضور کی شخصیت نہایت خوش طبع اور انتہائی دلکش حسنِ مزاح کی مالک ہے۔ حضور کی شخصیت لوگوں میں عملی قوت، رجائیت اور حسن پیدا کر دیتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ یہ جماعت پوری دنیا میں نہایت پرشوکت انداز میں پھیل چکی ہے۔

حضور تبلیغی اور تربیتی دوروں کے ذریعہ دنیا کی تمام احمدی جماعتوں سے مستقل رابطہ رکھتے ہیں اور اس طرح حضور کو اسلامی نظریہ کے مطابق عالمگیر سطح پر لوگوں کو سمجھنے اور ان سے محبت پیدا کرنے میں مدد ملتی ہے۔

جماعت احمدیہ کے دنیا میں جتنے بھی مشن ہیں ان کا انتظام عارضی طور پر لندن سے چلایا جاتا ہے۔ مکرم ایم اے ساقی صاحب جو واقفِ زندگی ہیں اس محکمہ کے انچارج ہیں۔ جناب ساقی صاحب حضور کے ساتھ ساتھ رہتے ہوئے جہاں تبلیغی و تربیتی مساعی کے سلسلہ میں ہدایات جاری کرنے کا مشکل فریضہ انجام دیتے ہیں وہاں جماعت کے زیر انتظام چل رہے فلاحی اداروں کی نگرانی بھی کرتے ہیں۔ ان فلاحی اداروں میں اسکول اور ہسپتال شامل ہیں۔ جو بلا لحاظ مذہب و ملت ہزاروں انسانوں کی خدمت میں مصروف عمل ہیں۔ اس جگہ ان سب مبلغین کا ذکر کرنا بھی ضروری ہوگا جو باوجود اقتصادی مشکلات اور نامساعد حالات کے جن میں کبھی کبھی انہیں امن و اخوت کے دشمنوں کے ہاتھوں اذیت بھی اٹھانی پڑتی ہے جیسا کہ آج کل پاکستان میں ہو رہا ہے۔ اپنے اپنے حلقہ میں محض للہ بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے کام کر رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ میں پائے جانے والے غیر معمولی صلاحیت کے لوگوں کا ذکر کرنا ہی کافی نہ ہوگا۔ ایک عام کا جذبہ محبت اور قربانی کا اعتراف کرنا بھی ضروری ہے۔ جس بھی احمدی بچے سے میں ملا اُسے اُن تمام اخلاقی و روحانی اقدار کا پاس رکھنے والا پایا جو کہ آج کل کے دوسرے بچوں نے بھلا دیا ہے۔

ایک احمدی اپنا وقت رضاکارانہ کام کی صورت میں جماعت کی خدمت میں صرف کرتا ہے۔ میں نے کبھی ایک بھی ایسے احمدی نوجوان کو نہیں دیکھا جس نے بد تہذیبی یا آج کل کی فیشن پرستی سے کچھ حصہ پایا ہو۔ اس کے برعکس میں جس بھی احمدی نوجوان سے ملا چاہے وہ نائیجیریا کا ہو یا انڈونیشیا کا اُسے اپنے ملک کی روایات اور تمدن کا پاسدار پایا۔

احمدی نوجوان ہر قسم کی مسکرات اور منشیات سے مکمل اجتناب کرتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں اُسے اپنے اُن اعمال صالحہ جو کہ ایک انسان کی شخصیت کی ہمہ گیر نشوونما میں معاون ہوتے ہیں سے سچی خوشی اور لذت حاصل ہوتی ہے۔

اسلام گھریلو زندگی کی اہمیت پر بہت زور دیتا ہے۔ کیونکہ گھر ہی بچے کا پہلا مقام ہوتا ہے۔ گھریلو زندگی میں ہی بچہ کی جسمانی و روحانی پرورش ہوتی ہے۔ تاکہ وہ مستقبل میں ایک خوشحال اور پائیدار زندگی گزار سکے۔ اور اس طرح اُن اسلامی اقدار کو قائم کرسکے جو اس دنیا میں ہم سب کی بھلائی و بہتری اور قلبی طمانیت کی کنجی ہیں جو ہمیں اخروی زندگی میں بھی رب کریم کی قربت فراہم کرسکیں۔

بچپن سے ہی ایک احمدی اپنے بزرگوں اور والدین کا احترام کرنا سیکھتا ہے۔ اُس کے بعد وہ علم اور اخلاقیات کی قدر کرنا سیکھتا ہے۔ ایک احمدی نوجوان گھر۔ معاشرے اور اپنے خالق حقیقی کے تئیں اپنی تمام ذمہ داریوں سے بخوبی واقف ہے جو کہ اسلام نے اُس پر عائد کی ہیں۔ اسلام ایک جاودان اور روحانی طور پر مصفیٰ مذہب ہے۔ انصار بزرگان اپنا وقت تعلیم دینے اور اپنے تجربہ اور علم سے نئی پود کو فائدہ پہنچانے میں گزارتے ہیں۔ اور اس طرح اپنی طمانیت قلب کا سامان پیدا کرتے ہیں۔

یہ کہنے میں مجھے چنداں تذبذب نہیں کہ جماعت احمدیہ کا معرض وجود میں آنا عالم اسلام میں ایک غیر معمولی مظہر ہے۔ ایک ایسا شاندار اور دلکش مظہر جو لوگوں کو تعصب سے پاک ذہن اور حقیقی جذبۂ تلاش حق کے ساتھ بنظرِ تعمق مطالعہ و مشاہدہ کرنے کیلئے اپنی طرف دعوت دیتا ہے۔

چونکہ جماعت احمدیہ نے اپنے اندر بد اطوار اور بد رسوم کو پیدا نہیں ہونے دیا۔ اس لئے اس پر کئی طرح ظلم و ستم کئے گئے۔ لیکن وہ جذبۂ قربانی جو کہ امام جماعت سے لے کر ایک عام احمدی تک آسٹریلیا سے نائیجیریا۔ اسپین سے کینیڈا۔ گوئٹے مالا

(باقی ملاحظہ فرمائیں صفحہ 9 پر)

کیس تلونڈی موسیٰ خاں

اسیرانِ راہِ مولیٰ کی مختصر رپورٹ

از مکرم شبیر احمد صاحب ثاقب (مربی سلسلہ)

۲۴ مارچ ۱۹۸۸ء کو تلونڈی موسیٰ خاں ضلع گوجرانوالہ میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جلسہ ہوا۔ جس میں تلاوت اور نظم کے بعد مکرم منظفر احمد صاحب درانی مربی سلسلہ علی پور، خاکسار شبیر احمد ثاقب اور مکرم صوفی محمد اسحاق صاحب نے تقاریر کیں۔ محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد کی تقریر دوسرے سیشن میں تھی۔ اس پہلے سیشن کے دوران ہی پولیس آگئی اور جلسہ کی کارروائی ختم کر دی۔ ہم مرکزی نمائندگان گوجرانوالہ شہر آگئے اور پولیس مکرم چوہدری منظور احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ تلونڈی موسیٰ خاں کو گرفتار کرکے ساتھ لے گئی پیچھے رات ہمیں بتایا گیا کہ تلونڈی کے ۹ احمدیوں اور دو مرکزی نمائندگان محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد اور خاکسار کے نام الیف۔ آئی۔ آر میں درج کرلئے گئے ہیں۔ قبل از گرفتاری ہماری عبوری ضمانت ہوئی جسے کنفرم کرانے کے لئے ۱۲ اپریل ۱۹۸۸ء کو ہم سیشن کورٹ گئے جہاں سیشن جج نے ہماری ضمانت کینسل کر دی۔ اور فوراً گرفتار کرکے صدر تھانہ گوجرانوالہ اور پھر اُسی دن سنٹرل جیل گوجرانوالہ منتقل کر دیا گیا۔ ۲۸ اپریل کو ہائیکورٹ سے ضمانت ہو گئی۔ اس کے بعد دو سال تک کیس چلتا رہا اور گوجرانوالہ سیشن کورٹ ہم سب حاضر ہوتے رہتے۔ جہاں اکثر اوقات ۳-۴ بجے تک انتظار کروا کر اگلی تاریخ پیشی دے دی جاتی۔ بالآخر ۲۸ مارچ ۱۹۹۰ء کو وکلاء کی بحث ہوئی اور ۳ اپریل ۱۹۹۰ء کو طالب حسین بلوچ سیشن جج نے ہمیں دو دو سال قید با مشقت اور پانچ پانچ ہزار روپے جرمانہ کی سزا سنائی اور فوری گرفتاری کے بعد گوجرانوالہ سنٹرل جیل منتقل کر دیا گیا۔ مخالف علماء اور ان کے رفقاء کار جماعت احمدیہ کے خلاف نعرے لگاتے ہوئے کورٹ کے احاطہ سے باہر چلے گئے۔ اُسی دن گوجرانوالہ شہر، ترگڑی اور تلونڈی کے بعض احمدی دوستوں کے علاوہ تلونڈی کے چند غیر از جماعت دوست بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ جب ہم جیل پہنچے تو ہماری ہتکڑیاں اتار دی گئیں اس کے بعد خواجہ سرفراز احمد صاحب نے جو پہلے سے وہاں موجود تھے۔ ہمارے وکالت ناموں پر دستخط کروائے اس کے بعد ہمیں جیل کے چار بڑے گیٹوں کی چھوٹی کھڑکیاں گذار کر حفاظتی وارڈ میں بند کر دیا گیا۔ جاتے ہی سب دوستوں نے سجدہ شکر ادا کیا۔ اس دوران جیل کا کارندہ جیل کی مخصوص کھدر کی وردی لے آیا۔ وہ ہمیں دی اور ہمارے کپڑے جمع کر لئے۔ ہم نے نمازِ ظہر وعصر جمع کیں۔ اور آنے والے وقت کے لئے ذہنی طور پر تیار ہو گئے۔

پہلے پندرہ دن تو ہم سے کوئی خاص مشقت نہیں لی گئی۔ اس دوران انجمن امدادِ اسیران کمیٹی جس میں ہمارے مخالف علماء بھی شامل ہیں کی "امدادِ اسیران کی روح" میں اُبال آیا اور وہ ہماری "مدد" کے لئے کمربستہ ہو گئے۔ چنانچہ انہوں نے سپرنٹنڈنٹ صاحب جیل پر پریشر ڈالا کہ ان سے سخت مشقت لی جائے۔ جس پر ہمیں ۱۸ اپریل ۱۹۹۰ء کو اُن کی طرف سے حکم آیا کہ آپ لوگ فیکٹری میں مشقت کے لئے جائیں "مونج" بانٹنے پر ہماری ڈیوٹی لگی مگر ان دنوں جیل کی پرانی فیکٹری گرا کر نئی فیکٹری بنائی جا رہی تھی۔ اس لئے کام زیادہ تر درختوں کی کٹائی، ان کی شاخوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا، دیواریں گرانا اور اینٹیں وغیرہ ڈھونا تھا۔ ہمارے تین بزرگ محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد، مکرم چوہدری منظور احمد صاحب اور مکرم نذیر احمد صاحب چونکہ بڑی عمر کے تھے اور بالعموم متعلقہ پولیس افسر اور نگران قیدی بڑی عمر کے افراد سے لحاظ کرتے ہیں اس لئے یہ بیٹھے رہتے اور نوجوان اپنے قیدی ساتھیوں کے ساتھ مشقت کرتے رہتے۔ چند روز کے بعد ان تینوں بزرگوں کو میڈیکل رخصت مل گئی۔ اس لئے یہ بیرک میں ہی رہنے لگے۔

مشقت کے دوران جو وقت ملتا اُسے ابتدائی دینی مسائل اور دعاؤں کے یاد کرنے میں گذارتے۔ نیز مشقت سے قبل ۱۰½ سے ۱۱½ بجے تک نماز، ترجمہ نماز اور ادعیہ القرآن کی کلاس ہوتی۔ رمضان کے جملہ ایام میں مقررہ پروگرام کے مطابق پانچوں نمازیں با جماعت ادا کی گئیں۔ نیز نماز عصر کے بعد محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد قرآن کریم کے ایک رکوع یا کسی چھوٹی سورۃ کا ڈیڑھ دو گھنٹے تک نہایت علمی اور پُر تاثیر درس دیتے۔ نیز فجر کے بعد درس حدیث۔ اور ایک دفعہ مجلس سوال وجواب کا انعقاد کیا جس میں قریباً سب دوستوں نے سوال پوچھے جن کے محترم مولانا دوست محمد صاحب نے نہایت بلیغ جوابات مرحمت فرمائے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ نماز تراویح خاکسار کے ذمہ تھی۔ نیز آپس میں ہم دونوں علمی گفتگو کے علاوہ عربی میں بھی گفتگو کے ذریعہ اپنا علمی ذوق پورا کیا کرتے تھے۔ محترم مولانا صاحب کے ان درسوں سے سب دوستوں نے خوب استفادہ و اکتساب کیا چنانچہ ایک دوست خالد پرویز صاحب جو چند سال قبل احمدی ہوئے کہنے لگے کہ سطحی علم اور واقفیت تو پہلے بھی تھی مگر ان درسوں میں جو دلائل اور روشنی ملی ہے وہ پہلے نہیں تھی۔ نذیر احمد صاحب نے کہا کہ مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ میرا پہلا جسم مر کر ایک نیا جسم اور روح مجھے ملی ہے۔

ایام اسیری کے دوران مرکزی نمائندگان کے علاوہ مختلف جماعتوں کے وفود اور بعض غیر احمدی دوست بھی ہمیں ملنے کے لئے تشریف لاتے رہتے اور ہمیں ہر ممکنہ سہولت بہم پہنچانے کی سعی کرتے رہے (اللہ ان کو بہترین جزاء دے)۔ بہر حال یہ تو ایک لمبی داستان ہے۔ کس کس کا نام لیا جائے اور واقعہ یہ ہے کہ ہم سب سے کہیں زیادہ تکلیف جماعت اور احباب جماعت نے محسوس کی اور درد سے ہمارے لئے دعائیں کیں اور بلاشبہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ارشاد کے مطابق ایک جسم کی مانند ہونے کا ثبوت دیا ہے۔

جیل انتظامیہ کا رویہ ہمارے ساتھ مجموعی طور پر اچھا رہا جس پر ہم نے ان کا شکریہ ادا کیا تو انہوں نے برملا کہا کہ اچھوں کے ساتھ ہی ہمارا سلوک اچھا ہوتا ہے۔ نیز وہاں خدا تعالیٰ نے ایک نمایاں عزت اور وقار بخشا جس کا قیدیوں پر بھی اثر تھا۔ چنانچہ دورانِ جیل بالعموم اور آخری دن بالخصوص وہ باصرار درخواست دعا کرتے تھے۔ جیل میں خدا کے فضل سے پیغام حق پہنچانے کے مواقع بھی ہمیں ملتے رہتے اور ہم ایسا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔ یہ اسیری چونکہ خدا کی خاطر تھی اس لئے سب اسیران نے اپنے اندر ایک غیر معمولی تبدیلی پیدا کی اور بعض وہ نوجوان جو پانچ نمازوں کے بھی عادی نہیں تھے تہجد پڑھنے لگے اور اپنی زبانیں ذکرِ الٰہی اور درود شریف سے تر رکھنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دوران قریباً سب کو بہت مبشر اور سچی خوابیں دکھائیں جن میں سے بعض پوری ہوئیں۔ مثلاً مشقت پر جانے سے قبل ایک نوجوان نے دیکھا کہ سپرنٹنڈنٹ صاحب کی طرف سے حکم آیا ہے کہ آپ مشقت کے لئے جائیں۔ مولوی مجھے مجبور کرتے ہیں اسی طرح رہائی اور رہائی کے دن اور وقت تک کے بارہ میں قبل از وقت خدا تعالیٰ نے بتا دیا مثلاً ۲ مئی بروز بدھ ہماری ضمانت ہوئی مگر تین نوجوانوں نے اس سے پہلے سے یہ دیکھا کہ ہم بدھ نہیں بلکہ جمعرات کو رہا ہوئے ہیں۔ چنانچہ جماعت اور وکلاء نے انتہائی کوشش کی کہ بدھ کو رہائی ہو جائے مگر اے سی نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا اور اس وجہ سے ہم جمعرات کو رہا ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضلوں میں سے ایک عظیم فضل و احسان حضور اقدس کا وہ زندگی بخش پیغام تھا جس نے ہمارے اندر ایک نئی روح پھونک دی اور اسے جگہ جگہ ہم نے پورے ہوتے دیکھا۔ مثلاً اُن تکو ھوا شیأً دھو خیر لکم۔ مثلاً انہی ایام میں تلونڈی میں ایک دُہرا قتل ہوا۔ جس میں ہمارے بعض احمدی بھائیوں

(باقی ملاحظہ فرمائیں صفحہ ۱۳ پر)

وصیت جلدی کرو

ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی

یہ خدا نے ہمارے لئے ایک نہایت ہی اہم چیز رکھی ہے اور اس ذریعہ سے جنت کو ہمارے قریب کر دیا ہے۔ پس وہ لوگ جن کے دل میں ایمان اور اخلاص تو ہے مگر وصیت کے بارہ میں سستی دکھلاتے ہیں۔ میں انہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ وصیت کی طرف جلدی بڑھیں۔ انہی سستیوں کی وجہ سے دیکھا جاتا ہے۔ کہ بعض بڑے بڑے مخلص فوت ہو جاتے ہیں انکو آجکل کرتے کرتے موت آجاتی ہے پھر دل کڑھتا ہے اور حسرت پیدا ہوتی ہے کہ کاش یہ بھی مخلصین کے ساتھ دفن کئے جاتے مگر دفن نہیں کئے جا سکتے۔ سب کے دل اس کی موت پر محسوس کر رہے ہوتے ہیں کہ وہ مخلص تھے اور اس قابل تھے کہ دوسرے مخلصین کے ساتھ دفن کئے جاتے مگر ان کی ذرا سی غفلت اور ذرا سی سستی اس میں حائل ہو جاتی ہے۔ پھر بیسیوں ہماری جماعت میں ایسے لوگ موجود ہیں جو دسویں حصہ سے زیادہ چندہ دیتے ہیں مگر وہ وصیت نہیں کرتے۔ ایسے دوستوں کو بھی چاہیئے کہ وصیت کر دیں۔ بلکہ ایسے دوستوں کے لئے تو کوئی مشکل ہے ہی نہیں۔ پھر کئی ایسے ہیں جو پانچ پیسے فی روپیہ چندہ دے رہے ہوتے ہیں اور صرف دمڑی یا دھیلا انہیں وصیت سے محروم کر رہا ہوتا ہے۔ غرض تھوڑے تھوڑے پیسوں کے فرق کی وجہ سے ہماری جماعت کے ہزاروں آدمی وصیت سے محروم ہیں اور جنت کے قریب ہوتے ہوئے اس میں داخل نہیں ہوتے۔

پھر بعض لوگ مرض الموت میں وصیت کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ وصیت منظور نہیں ہوتی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے ناپسند فرمایا ہے وصیت وہی ہے جو حیات اور زندگی میں کی جائے اور غیر مشتبہ ہو۔ پس دوستوں کو چاہیئے کہ جو وصیت کے برابر چندہ دیتے ہیں اور ایسے سینکڑوں آدمی ہیں وہ حساب لگا کر وصیت کر دیں۔ بعض اگر غور کریں گے تو انہیں معلوم ہوگا کہ صرف ایک پیسہ زیادہ چندہ دینے سے اُن کے لئے جنت کا وعدہ ہو جاتا ہے۔ پس جس قدر ہو سکے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ وصیت کریں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وصیت کرنے سے ایمانی ترقی ضرور ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس زمین میں متقی کو دفن کرے گا۔ تو جو شخص وصیت کرتا ہے اسے متقی بنا بھی دیتا ہے۔

الفضل یکم ستمبر ۱۹۲۳ء

(سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

کے ملوث کئے جانے کا یقینی غالب امکان تھا کیونکہ اس میں ہمارا وہ مخالف نوجوان موجود تھا جس نے ایف۔ آئی۔ آر میں ہمارے نام لکھوائے تھے۔ لیکن اس اسیری کے صدقے اللہ تعالےٰ نے ان کو اس بڑے ابتلاء اور مصیبت سے بچا لیا۔ الغرض اس دوران اللہ تعالےٰ کے بے شمار فضلوں کو نازل ہوتے ہم سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھا

جیل میں ایک لائبریری بھی تھی ہم ایک دن اس میں بھی گئے۔ مگر یہ چونکہ (HOLD) ہولڈ اسی نام نہاد انجمن امدادِ اسیران کا تھا اس لئے دوبارہ جانا مناسب نہ سمجھا۔ جیل کا ماحول اپنی ذات میں ایک عذاب سے کم نہیں، مثلاً اخلاق سے عاری اور سوقیانہ زبان، غیر مہذب گفتگو اور غلیظ گالیاں اس پر مستزاد وہ ریکارڈنگ جو سپیکر پر رمضان میں قوالیوں کی صورت میں اور باقی ایام میں گانوں کی صورت میں دوپہر کے بعد اور صبح فجر کے بعد سننی پڑتی۔ آخری عشرے میں ایک نوجوان جو دفعہ ۳۰۲ میں ماخوذ ہے کو ہماری بیرک میں رکھا گیا خدا کے فضل سے وہ بہت متاثر ہوئے اور قیدیوں کے پوچھنے پر ہمارے متعلق بہت اچھے خیالات کا اظہار کیا۔

ہم نے خدا کے فضل سے عید الفطر اسیری میں ہی منائی۔ جو اپنی ذات میں ایک خاص ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ عید کے موقعہ پر حضور ایدہ اللہ کی طرف سے ہمیں اور ہمارے گھروں میں جو نہایت قیمتی پیارے اور انمول تحائف پہنچے وہ ہمارے لئے عظیم سعادت اور مسرت کا موجب تھے فجزاہم اللہ احسن الجزاء

آخر پر میں اُن تمام بزرگوں دوستوں کے لئے عاجزانہ دعا کی درخواست کرتا ہوں جنہوں نے کسی بھی رنگ میں ہماری مدد اور خدمت کی اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالےٰ ہماری یہ معمولی قربانی قبول فرمائے اور اس کے حسین اور شیریں پھل کھانے کی توفیق دے اور اس کا اس دنیا میں اور آخرت میں بدلہ دے اور اپنے فضلوں کا مستحق اور مورد بنائے۔

پروگرام دورہ اخبار بدر مکرم رفیق احمد صاحب مینجر اخبار بدر

برائے صوبہ آندھرا کرناٹک

احباب جماعت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مینجر صاحب اخبار بدر مندرجہ ذیل پروگرام کے تحت دورہ کر رہے ہیں۔

موصوف اپنے دورہ میں اخبار بدر کے چندہ کی وصولی نیز غیر احباب سے زیر تبلیغ افراد کے لئے پرچہ بدر کے اجراء کی تحریک کرینگے۔

چونکہ اخبار بدر ایک عرصہ سے مالی بحران سے گزر رہا ہے موصوف اعانت بدر کی مد میں بھی وصولی کریں گے کیونکہ یہ ایک مستقل مد ہے امید کرتا ہوں کہ افراد جماعت کما حقہ تعاون فرمائیں گے۔

(صدر نگران بورڈ بدر قادیان)

نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی		نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی
قادیان	–	–	۳/۱۱/۹۰		سوریب	۲۶/۱۱/۹۰	۱	۲۷/۱۱/۹۰
بمبئی	۵/۱۱/۹۰	۴	۹		ساگر	۲۷	۱	۲۸
گلبرگہ	۱۰	۱	۱۱		حیدرآباد براستہ بنگلور	۲۹	۵	۵/۱۲/۹۰
شاد آباد	۱۱	۱	۱۲		جڑچرلہ	۵/۱۲/۹۰	۱	۶
یادگیر	۱۲	۲	۱۴		محبوب نگر	۶	۱	۷
تیماپور شوراپور / کرشناپور	۱۶	۱	۱۷		ڈوڈمان چنتہ کنٹہ	۷	۳	۱۰
					سکندرآباد	۱۰	۱	۱۱
دیودرگ	۱۷	۱	۱۸		عادل آباد	۱۲	۱	۱۳
یادگیر	۱۸	۱	۱۹		چندہ پور	۱۳	۱	۱۴
بنگلور	۱۹	۳	۲۲		حیدرآباد	۱۵	۳	۱۸
مرکرہ	۲۲	۲	۲۴		قادیان	۲۰	–	–
شیمو نگر	۲۴	۲	۲۶					

ضروری اعلان

تمام ممبران صوبائی تبلیغی منصوبہ بند کمیٹی بہار صدر صاحبان جماعتہائے بہار، تمام زعماء مجلس انصار اللہ اور مبلغین بہار کو اطلاع دی جاتی ہے کہ صوبائی تبلیغی منصوبہ بند کمیٹی بہار کی میٹنگ ۱۱/۹۰ ۱۱ بروز اتوار بوقت ۱۰ بجے صبح جمشید پور (احمدیہ مسلم مشن آزاد نگر روڈ نمبر ۲ کراس روڈ نمبر ۵/۱) میں ہوگی تمام عہدیداران مذکورہ بالا کا شرکت ضروری ہے۔

(صدر صوبائی تبلیغی منصوبہ بندی کمیٹی، بہار)

اعلان نکاح و تقریب رخصتانہ

بعدرواہ مورخہ ۷ اکتوبر بعد نماز ظہر میرے برادر خورد عزیزم عبدالرحیم کا نکاح عزیزہ امۃ الرشید نرگس بنت مکرم خواجہ محمد صدیق صاحب ڈانی مرحوم بعوض پینتیس ۳۵ ہزار روپیہ حق مہر بمکان مکرم عبدالحفیظ صاحب ڈانی مکرم ملک محمد اقبال ناصر صاحب سابق قائد مجلس خدام الاحمدیہ نے پڑھا کثیر تعداد میں احمدیوں کے علاوہ غیر احمدی احباب اور غیر مسلم افراد نے بھی مجلس میں شرکت فرمائی۔ اس موقعہ پر محترم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر اور محترم مولوی محمد یوسف صاحب انور مبلغین سلسلہ نے اسلام اور احمدیت کا مختصر تعارف کرایا اور حاضرین کی شرکت کا شکریہ ادا کیا شام کو تقریب رخصتانہ عمل میں آئی دوسرے روز دعوت ولیمہ میں تقریباً چار صد افراد بشمول غیر از جماعت دوست شریک ہوئے اس موقعہ پر مکرم عبدالرحیم صاحب نے ۲۱/روپے اعانت بدر اور شکرانہ فنڈ میں ۱۰/روپے ادا کئے دینی دنیوی اعتبار سے رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے درخواست دعا ہے۔ (عبدالمنان خان بھدرواہ)

ربوہ میں آپ کے قدیمی احمدی جیولرز

محمود جیولرز

گولبازار۔ ربوہ (پاکستان) فون ۶۸۱/ ۶۸۲

سیرت حضرت سیدہ اُم طاہر صاحبہ رضہ

حضرت سیدہ اُم طاہر صاحبہ کی سیرۃ و سوانح پر مشتمل تابعین اصحاب احمد جلد سوم بہت سے غیر مطبوعہ مواد کے اضافہ کے ساتھ شائع کی گئی ہے۔ جس کی قیمت ستر ۷۰ روپے اور غریب افراد کے لئے جلسہ سالانہ تک پچپن ۵۵ روپے ہیں۔ ایک سو جلدیں ریزرو رکھی گئی ہیں۔ اجتماع و جلسہ سالانہ پر حاصل کرنے والوں کو ڈاک خرچ کی بچت ہوگی۔

منیجر بک ڈپو اصحاب احمد محلہ احمدیہ قادیان

ارشاد بُوک

السلام علیکم

اسلام لا۔ تو ہر خرابی، بُرائی اور نقصان سے محفوظ رہے گا۔

محتاج دُعا

یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی (مہاراشٹر)

AZ

الدِّینُ النَّصِیحَۃُ

دین کا خلاصہ خیر خواہی ہے

MOHAMMAD RAHMAT PHONE. C/O 393238/893518

SPECIALIST IN ALL KINDS OF TWO WHEELER MOTOR VEHICLES

45.B. PANDUMALI COMPOUND

DR. BHADKAMKAR MARG BOMBAY-400008

قادیان دارالامان میں مکان یا پلاٹ کی خرید و فروخت کیلئے خدمات حاصل کریں

احمدیہ پراپرٹی ڈیلرز

پروپرائیٹر: نعیم احمد طاہر۔ احمدیہ چوک قادیان ۱۴۳۵۱۶

AHMAD PROPERTY DEALERS

AHMADIYYA CHOWK QADIAN-143516

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پروپرائیٹر

سید شوکت علی اینڈ سنز

پتہ

خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری۔ نارتھ ناظم آباد کراچی۔ فون: ۶۲۹۳۴۳

شریف جیولرز

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ (پاکستان) فون: دکان: ۶۴۹ رہائش: ۸۴۱

پروپرائیٹرز: حاجی شریف احمد حاجی حنیف احمد کامران

YUBA

QUALITY FOOT WEAR

الیس اللہ بکاف عبدہٗ

پیشکش

بانی پولیمرز کلکتہ ۷۰۰۰۴۶

ٹیلیفون نمبرز۔ ۵۲۰۶۔۵۱۳۷۔۴۰۲۸۔۴۳

اَفضَلُ الذِّکرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

(حدیث نبوی)

منجانب :- ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چت پور روڈ کلکتہ - ۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO.

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD

CALCUTTA - 700073.

PHONES - OFFICE :- 275475. RESI :- 273903.

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

زوجہ جام عشق ۱۰/- روپے	حب مفید اکسیر ۴۵/- روپے	اکسیر اولاد نرینہ (کورس)
تریاق معدہ ۸/- ۱۵/-	روغن [illegible]	حب بیدار ۲۰/-

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گول بازار ربوہ (پاکستان)

اَلخَیرُ کُلُّہٗ فِی القُرآنِ

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

PHONE :- 279203

The JANTA,

CARDBOARD BOX MFG. CO.

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.

CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.

15 - PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072.

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج

جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار

(دُرِّثمین)

AUTOWINGS,

آٹو ونگس

15- SANTHOME HIGH ROAD,

MADRAS - 600004

PHONE NO.

76360

74360

قائم ہو پھر سے حکم محمد جہان میں ؛ ضائع نہ ہو تمہاری یہ محنت خدا کرے

راچوری الیکٹریکلس، الیکٹرک کنٹریکٹر

RAICHURI ELECTRICALS,

(ELECTRIC CONTRACTOR)

TARUN BHARAT CO-OP. HOUSE SOCIETY LTD.

PLOT NO. 6 GROUND FLOOR, OLD CHAKALA,

OPP. CIGARETTE HOUSE, ANDHERI (EAST)

PHONES } OFFICE :- 5346179 } BOMBAY-400059.
RESI :- 6233389 }

اِشفَعُوا تُوجَرُوا

(سفارش کیا کرو، تم کو سفارش کا بھی اجر ملے گا)

(حدیث نبوی)

Rabwah WOOD INDUSTRIES,

SAW MILLS & FOREST CONTRACTORS,

DEALERS IN :- TIMBER TEAK POLES, SIZES,

FIRE WOOD.

MANUFACTURERS OF :- WOODEN FURNITURE,

ELECTRICAL ACCESSORIES ETC.

P.O. VANIYAMBALAM (KERALA)

خدا کی پسندیدہ دو باتیں

حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

کَلِمَتَانِ خَفِیفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیلَتَانِ فِی المِیزَانِ حَبِیبَتَانِ اِلَی الرَّحمٰنِ سُبحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمدِہٖ سُبحَانَ اللّٰہِ العَظِیمِ ۔ (بخاری و مسلم)

ترجمہ :- دو باتیں ایسی ہیں جو زبان پر تو بالکل ہلکی ہیں مگر (قیامت کے دن) ترازو میں بہت بھاری ہوں گی اور وہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسندیدہ ہیں۔ یعنی (۱) سبحان اللہ وبحمدہٖ (۲) سبحان اللہ العظیم ۔

طالبانِ دعا } محمد شفیق سہگل ۔ محمد نعیم سہگل ۔ محمد لقمان جہانگیر ۔ مبشر احمد ۔ ہارون احمد ۔ پسران مکرم میاں محمد بشیر صاحب سہگل مرحوم ۔ کلکتہ ۱۳ ۔

يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُوحِيْ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَاءِ

تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

پیش کردہ: کرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس سٹاکسٹ جیون ڈریسز۔ مدینہ میدان روڈ۔ بھدرک۔ ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)

پروپرائیٹر:۔ شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر:۔ 294

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے۔" (ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ)

احمد الیکٹرانکس
کورٹ روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

گڈلک الیکٹرانکس
انڈسٹریز روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو۔ ٹی وی۔ اوشا پنکھوں اور سلائی مشین کی سیل اور سروس۔

"ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے۔" (کشتی نوح)

پیشکش:۔ ROYAL AGENCY
PRINTERS, BOOKSELLERS & EDUCATIONAL SUPPLIERS,
CANNANORE - 670001
PHONE NO. 4498.
HEAD OFFICE:- P.O. PAYANGADI (KERALA)
PIN. 670303.
PHONE NO. 12.

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش:۔ عبد الرحیم و عبد الرؤف۔ مالکان حمید ساری مارٹ۔ صالح پور۔ کٹک (اڑیسہ)

آٹو ٹریڈرز
۱۶۔ مینگو لین۔ کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۰۱

AUTOTRADERS,
16 - MANGOE LANE,
CALCUTTA - 700001
(تار کا پتہ)
"AUTOCENTRE"

ہر قسم کی گاڑیوں، پٹرول اور ڈیزل کار۔ ٹرک۔ بس۔ جیپ اور ماروتی کے اصلی پرزہ جات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں!

ٹیلیفون نمبرز:۔ 28-5222 اور 28-1652

"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں!"

(کشتی نوح)

NIR ®
CALCUTTA-15.

پیش کرتے ہیں:

آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل، نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!